بجٹ تقریر 2017-18

سینیٹر محمد اسحاق ڈار

وفاقی وزیر برائے خزانہ، مالیات، اقتصادی امور،

شماریات اورنجکاری

قومی اسمبلی 26 مئی 2017ء

☆☆☆

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

☆☆☆☆

حصہ اول

جناب اسپیکر!

1۔ میں آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت کا مسلسل پانچواں بجٹ پیش کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر!

2۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک منتخب وزیر اعظم اور وزیر خزانہ مسلسل پانچواں بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ یہ چیز مضبوط جمہوریت کی عکاسی کرتی ہے جس پر پوری قوم فخر کر سکتی ہے۔ میں

بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ ناچیز کو یہ موقع دیا۔

3۔ اگلے مالی سال کے بجٹ کی تفصیلات بتانے سے پہلے میں مختصر طور پر پچھلے چار سال میں طے کیے گئے فاصلے کا احوال بتانا چاہتا ہوں ۔اگر میں کہوں کہ جون 2013 میں پاکستان اپنی مالی ادائیگیوں پر Default کرنے کے قریب تھا تو یہ ایک حقیقت تھی۔ ہمارے Forex Reserves دو ہفتے کی درآمدات کے برابر اور تاریخ کی کمترین سطح پر تھے۔ بڑی ادائیگیاں واجب الادا تھیں اور کمرشل بنک تو کیا Multilateral Development Banks بھی پاکستان کے ساتھ کام کرنے سے گریزاں تھے۔ اُس سال FBR کی ٹیکس وصولیوں میں اضافے کی شرح 3.38 فیصد تھی جبکہ اخراجات بہت زیادہ تھے۔ نتیجے میں Fiscal Deficit 8 فیصد سے تجاوز کر چکا تھا۔ توانائی کا بحران حد سے زیادہ تھا۔شہروں میں 12 سے 14 گھنٹے اور دیہات میں 16 سے 18 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہوتی تھی۔ نوشتۂ دیوار اس بات سے بالکل واضح تھا کہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی معیشت کو Macroeconomic اعتبار سے Unstable قرار دیا جا چکا تھا۔

4۔ آج پاکستان تیز تر ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔اس سال ہماری GDP میں اضافہ کی شرح 5.3 فیصد ہے جو کہ پچھلے دس سال میں ترقی کی بلند ترین شرح ہے۔زرمبادلہ کے ذخائر مناسب سطح پر ہیں جو کہ چار ماہ کی درآمدات کے لیے کافی ہیں۔ گذشتہ چار سال کے دوران ٹیکس وصولیوں میں 81 فیصد اضافہ ہوا ہے جو اوسطاً 20 فیصد سالانہ اضافہ ہے۔ 2013 سے اب تک پرائیویٹ سیکٹر کو قرضے کی فراہمی میں پانچ گنا سے زائد کا اضافہ ہوا ہے۔ Fiscal Deficit تقریباً 4.2 فیصد ہو گا۔ اس سال مشینری کی درآمد میں 40 فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔گیس کی فراہمی بہتر ہوئی ہے اور صنعت کے لیے لوڈ شیڈنگ مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے جبکہ تجارتی اور گھریلو صارفین کے لیے لوڈشیڈنگ میں واضح کمی آئی ہے۔انشاء اللہ آئندہ سال لوڈشیڈنگ کے مکمل خاتمے کا سال ہو گا۔

5۔ نوشتۂ دیوار آج بھی واضح ہے۔صرف پیغام تبدیل ہوا ہے۔آج Price Water House Coopers جیسے معتبر عالمی ادارے کہہ رہے ہیں کہ پاکستان 2030 تک دنیا کی 20 بڑی اقتصادی طاقتوں (G-20) میں شامل ہو جائے گا۔ پوری قوم اس متاثر کن تبدیلی کے کریڈٹ کی مستحق ہے اور میں اس Turnaround پر اللہ تعالیٰ کا بے پناہ مشکور ہوں جس کی مدد کے بغیر 4سال کے قلیل عرصہ میں یہ ناممکن تھا۔

جناب اسپیکر!

6۔ میں اس معزز ایوان، وزیرِاعظم محمد نواز شریف اور پوری قوم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ایک طویل عرصے کے بعد اس سال حکومت پاکستان نے پہلی بار صرف قومی ترقی کے لیے قرضے لیے ہیں۔ پہلے ہم نہ صرف ترقیاتی ضروریات بلکہ غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے بھی قرض لیتے تھے۔ یہ قرضے ہمیں معاشی تنزلی کی طرف لے جارہے تھے جہاں ہمیں روز مرہ اخراجات پورے کرنے کے لیے ادھار لینا پڑتا تھا اور ان قرضوں پر منافع کی ادائیگی میں بجٹ کا خطیر حصہ خرچ کرنا پڑتا تھا۔ یہ تبدیلی اچھے مالیاتی انتظام، محاصل بڑھانے پر مستقل توجہ دینے اورغیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کرنے سے حاصل ہوئی ہے۔ یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں۔کسی بھی حکومت یا ادارے کے لیے ترقیاتی مقاصد کے لیے قرض لینے میں کوئی عار نہیں کیونکہ اس کے سماجی اور معاشی فوائد اس پر دیئے جانے والے Mark-up سے زیادہ ہوتے ہیں۔پاکستان کے عوام اور ملک کے بنیادی ڈھانچے پر سرمایہ کاری سے تیز تر، پائیدار اور اجتماعی ترقی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ

7۔ میں ایوان کو اس بات سے بھی آگاہ کرنا چاہوں گا کہ مسلم لیگ (ن) کے جنرل الیکشن 2013 کے منشور کے مطابق پاکستان نے ستمبر 2016 تک اصلاحاتی پروگرام کامیابی سے مکمل کر لیا ہے۔ اس دوران ملک میں انتہائی اہم اورمشکل Structural Reforms کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اس پروگرام کی تکمیل سے بین الاقوامی برادری کا ہمارے معاشی ایجنڈے پر اعتماد مضبوط ہوا۔حکومت

نے ملک کو خود انحصاری کی راہ پر گامزن کر دیا ہے جس کا اعتراف عالمی برادری بھی کر رہی ہے اور جس کی عکاسی دنیا کی بڑی ریٹنگ Agencies مثلاً Moody's, S&P, Fitch کی جانب سے پاکستان کی ریٹنگ بہتر کرنے سے بھی ہوتی ہے۔

پچھلے 4 برسوں کے مقابلے میں آج پاکستان کہاں کھڑا ہے؟
جامع معاشی کارکردگی 2012-13 بمقابلہ 2016-17

جناب اسپیکر!

8۔ اب میں اس معزز ایوان کے سامنے پاکستانی معیشت کی چار سالہ کارکردگی کا جائزہ پیش کرتا ہوں۔

(1) اس سال **GDP میں اضافے کی شرح** 5.28 فیصد رہی جو کہ پچھلے دس برسوں کی بلند ترین شرح ہے۔ چار سال پہلے معاشی ترقی کی شرح 3.68 فیصد تھی ۔ رواں سال عالمی معیشت میں 3.5 فیصد کی شرح سے اضافے کی توقع ہے۔ اس تناسب کا تقابلی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی معاشی کارکردگی دنیا کے اکثر ممالک کی کارکردگی سے بہتر رہی ہے۔معاشی ترقی کی بلند شرح کے سبب پاکستان میں ہر لحاظ سے بہتری آئی ہے۔پہلی دفعہ پاکستان کی معیشت کا حجم 300 ارب امریکی ڈالر سے تجاوز کر گیا ہے۔

(2) الحمدللہ ہمارا **زرعی شعبہ(Agriculture Sector)** اب بہتری کی راہ پر گامزن ہے۔ حالیہ سال اس کی کارکردگی متاثر کن رہی ہے۔ گذشتہ سال زرعی پیداوار میں کوئی قابلِ ذکر اضافہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے مقابلے میں رواں برس ہونے والا 3.46 فیصد کا اضافہ حوصلہ افزا ہے۔ تمام بڑی فصلوں بشمول گندم،

کپاس، گنا اور مکئی کی پیداوار میں واضح اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ جمود کا شکار زرعی شعبے میں یہ بہتری ستمبر 2015 میں وزیراعظم کے اعلان کردہ کسان پیکیج اوراس ایوان کے منظور کردہ بجٹ 2016-17 میں شامل غیر معمولی اقدامات کی بنا پر ہوئی ہے۔

(3) **Industrial Sector** میں 5.02 فیصد اضافہ ہوا ہے اور کاروبار میں روزگار کے نئے مواقع میسر آ رہے ہیں۔

(4) **Services Sector** میں 5.98 فیصد ترقی ہوئی ہے جس میں Transport and Communication، Retail، Banking اور Housing وغیرہ کے شعبہ جات شامل ہیں۔

(5) پچھلے چار سالوں میں **فی کس آمدنی** (Per Capita Income) 1,334 ڈالر سے بڑھ کر 1,629 ڈالر ہوئی ہے۔ یعنی 22 فیصد کا اضافہ ہوا۔

(6) 2008-13 کے دوران **افراطِ زر(Inflation)** اوسطاً 12 فیصد سالانہ رہی جبکہ رواں سال یہ شرح 4.3 فیصد متوقع ہے۔

(7) **Fiscal Deficit**: حکومت نے معیشت کے استحکام کے لیے Fiscal Discipline پر سختی سے عمل کیا جس کے نتیجے میں خسارہ مالی سال 2012-13 میں 8.2 فیصد سے کم ہوکر رواں سال میں 4.2 فیصد رہ گیا ہے۔ ہم نے یہ کامیابی محصولات کی وصولی میں اضافے سے کی جس کی بنیاد انتظامی امور میں بہتری، Broadening of Tax base اور کئی دہائیوں سے جاری رعایتی SROs کے خاتمے پر تھی۔ اس کے علاوہ حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات میں بھی کمی کی گئی۔

(8) **FBR کے محاصل**: مالی سال 2012-13 میں FBR نے 1,946 ارب روپے

ٹیکس اکٹھا کیا تھا جبکہ اس سال ٹیکس کا ٹارگٹ 3,521 ارب روپے ہے۔اس طرح گزشتہ چار سالوں میں 81 فیصد اضافہ ہوا جو کہ اوسط 20 فیصد سالانہ ہے۔ Tax to GDP کا تناسب جو کہ مالی سال 13-2012 میں 10.1 فیصد تھا، رواں سال 13.2 فیصد متوقع ہے۔

(9) **اسٹیٹ بنک کا پالیسی ریٹ** جون 2013 کے 9.5 فیصد کے مقابلے میں پچھلے 45 سال کی کم ترین شرح 5.75 فیصد پر ہے۔اسی طرح ایکسپورٹ ری فنانس کی سہولت (ERF) کا ریٹ جون 2013 کے 9.5 فیصد کے مقابلے میں جولائی 2016 سے 3 فیصد کیا جا چکا ہے۔اسی طرح Long Term Financing Facility کا ریٹ بھی جو کہ جون 2013 میں 11.4 فیصد تھا کم کر کے مجموعی صنعت کے لیے 6 فیصد اور ٹیکسٹائل شعبے کے لیے 5 فیصد کیا جا چکا ہے۔جس کے نتیجے میں نجی شعبے کو قرض کی فراہمی میں تیزی آئی ہے۔

(10) پالیسی ریٹ کم ہونے کی وجہ سے مئی 2017 تک **نجی شعبے کے قرضے کا حجم** 507 ارب روپے ہے۔ جبکہ 13-2012 میں یہ قرضے صرف 93 ارب روپے تھے۔ اس کے نتیجے میں ملک میں کاروبار کو فروغ ملا ہے۔

(11) چار سال قبل **زرعی قرض کا حجم** 336 ارب روپے تھا جو مالی سال 2016 کے اختتام پر 600 ارب روپے پر پہنچا اور رواں مالی سال کے لیے 700 ارب روپے کا ہدف ہے۔

(12) اس سال جولائی سے اپریل کے دوران **درآمدات** 37.8 ارب ڈالر ریکارڈ کی گئی ہیں جن میں گزشتہ سال کی اس مدت کے مقابلے میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ درآمدات میں یہ غیر معمولی اضافہ مشینری کی درآمد میں تقریباً 40 فیصد سے زائد اضافے، صنعتی خام مال، پیٹرولیم مصنوعات کی بین الاقوامی قیمت میں اضافے،اور

اس کے علاوہ توانائی اور انفرسٹرکچر سے متعلق CPEC منصوبوں میں ہونے والی سرمایہ کاری کے نتیجے میں ہوا۔ مستقبل قریب میں یہ سب پاکستانی معیشت کی بہتری کا عندیہ ہے۔

(13) رواں مالی سال کے پہلے دس مہینوں کے دوران **برآمدات** میں گزشتہ سال کے 7.8 فیصد کے مقابلے میں مجموعی طور پر 1.28 فیصد کی معمولی کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ بہتری حکومت کی طرف سے جنوری 2017 میں Exporters کو بروقت 180 ارب روپے کا جامع پیکیج دینے اور ان کی اپنی کاوشوں کے نتیجے میں ممکن ہوئی ہے ۔

(14) **Foreign Exchange Reserves**: جون 2013 میں اسٹیٹ بنک کے پاس 6.3 Foreign Exchange Reserves ارب ڈالرز تھے۔ آج بڑے تجارتی خسارے کے باوجود اسٹیٹ بنک کے پاس 16 ارب ڈالرز سے زیادہ کے Reserves ہیں۔ جو کہ کمرشل بنکوں کے Reserves شامل کرنے کے بعد 21 ارب ڈالرز کے قریب ہیں۔

(15) **Exchange Rate**: 30 جون 2013 کا ڈالر کا انٹر بنک ریٹ 99.66 روپے تھا۔ یہ ریٹ چند ماہ میں بڑھ کر 111 روپے کے قریب پہنچ گیا۔ تاہم اچھے معاشی انتظام اور Forex Reserves کے ذخائر میں اضافے کے بعد واپس 99 روپے پر آ گیا۔ لیکن اگست سے دسمبر 2014 میں سیاسی ہنگامہ آرائی کی وجہ سے یہ ریٹ دوبارہ 104.80 روپے کے قریب چلا گیا۔ اور اس وقت سے ابھی تک یہ ریٹ اُسی سطح پر مستحکم ہے۔

(16) گزشتہ چار برسوں کے دوران بیرونِ ملک کام کرنے والے پاکستانیوں نے بیش بہا **ترسیلات** بھیجی ہیں جو کہ 13.9 ارب ڈالرز سے بڑھ کر 19.9 ارب ڈالرز

پر پہنچ گئیں۔ یہ 40 فیصد اضافہ حکومت کے Pakistan Remittance Initiative اسکیم کی بحالی اور ماضی کے بقایا جات کی ادائیگی کے ذریعے ممکن ہوا۔ موجودہ مالی سال کے پہلے 10 ماہ میں 15.6 ارب ڈالرز کی ترسیلات پاکستان بھیجی گئیں۔ خلیجی ممالک کی مشکل سیاسی و اقتصادی صورتحال کے باوجود رمضان اور عید کی وجہ سے آخری 2 ماہ میں ترسیلات میں اضافہ متوقع ہے۔ میں بیرون ملک مقیم محنت کرنے والے پاکستانیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے عزیز و اقارب کو پاکستان میں رقم بھیجنے کے لیے بینکنگ ذرائع کا استعمال کیا اور اُن سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی صرف اور صرف بینکنگ ذرائع سے اپنی رقوم بھیج کر پاکستان کی معیشت میں اپنا حصہ ڈالیں۔

(17) **Pakistan Stock Exchange**: 10 سال سے زیادہ عرصہ سے زیرِ التوا مسائل کے حل کے بعد تین Stock Exchanges کا انضمام جنوری 2016 میں مکمل کر لیا گیا۔ تب سے Pakistan Stock Exchange بہتری کی طرف گامزن ہے اور Morgan Stanley Capital International (MSCI) Index کے مطابق Frontier مارکیٹ سے ترقی کر کے یکم جون 2017 کو Emerging مارکیٹ بن جائے گی۔ Bloomberg نے 2016 میں اسے ایشیا میں بہترین اور پوری دنیا میں پانچویں بہترین مارکیٹ قرار دیا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انڈیکس 11 مئی 2013 کے 19,916 پوائنٹس کے مقابلے میں آج 52,000 پوائنٹس سے بڑھ چکا ہے۔ اس عرصہ کے دوران Market Capitalization 51 ارب ڈالر سے بڑھ کر 97 ارب ڈالر ہو گئی ہے جو کہ 90 فیصد اضافہ ہے۔

(18) **نئی کمپنیوں کی Registration**: اس سال مارچ تک 5,855 نئی کمپنیاں رجسٹر

ہوئی ہیں جبکہ 4 سال پہلے پورے مالی سال میں صرف 3,960 کمپنیاں رجسٹر کی گئی تھیں۔

(19) **معاشی قوانین کا نفاذ**

کسی بھی معیشت کو اس کی حقیقی شرح نمو حاصل کرنے کے لیے مناسب قانونی اور ریگولیٹری فضا کا مہیا ہونا لازمی ہے۔ ایک مؤثر قانونی ڈھانچے کی عدم موجودگی سے governance اور service delivery میں آنے والی رکاوٹوں کا احساس کرتے ہوئے ہم نے اپنے دورِحکومت میں 24 قوانین بنائے یا تبدیل کئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل قوانین شامل ہیں:

☆ Benami Transactions Prohibition Act ,

☆ Special Economic Zones Amendment Act ,

☆ Deposit Protection Corporation Act

☆ Credit Bureau Act ,

☆ Corporate Restructuring Companies Act ,

☆ National Energy Efficiency and Conservation Act,

☆ Anti Money Laundering Act,

☆ Gas Theft Control and Recovery Ordinance

اور

☆ Limited Liability Partnership Act

علاوہ ازیں ایک ترقی پذیر معیشت کے لیے درکار قانونی ڈھانچہ مزید بہتر بنانے کے لیے 10 مزید قوانین پر بھی کام کیا جارہا ہے۔

20۔ **کمپنیز لاء (Companies Law)**

اسی ہفتے پارلیمنٹ نے Companies Law 2017 پاس کیا ہے۔ جس پر میں

دونوں ایوانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس قانون نے 33 سالہ پرانے Companies Ordinance 1984 کو Replace کیا ہے۔ یہ بڑی اصلاحات میں سے ایک ہے جو تمام کمپنی قوانین کو یکجا کر کے پاکستان میں Corporatization کو عالمی معیار کے عین مطابق ڈھالنے میں مدد دے گا۔ یہ قانون کاروبار شروع کرنے، کاروباری مراحل میں آسانی پیدا کرنے اور سرمایہ کاری محفوظ بنانے میں مددگار ہو گا۔ یہ چھوٹے حصہ داروں اور قرض مہیا کرنے والوں کے معاملات کے تحفظ کی ضمانت مہیا کرے گا۔ چھوٹی کمپنیوں کی Regulatory Compliance میں آسانی پیدا کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ زراعت کے فروغ کی نئی کمپنیوں کے اندراج میں آسانی ہو گی۔ نئے قانون کے مطابق خواتین کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خواتین کو Listed Companies کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں نمائندگی دی جائے گی۔

21۔ **Ease of Doing Business**

ملک میں کمپنیوں کے لیے کاروباری آسانیاں پیدا کرنے کے لیے اصلاحات کی جا رہی ہیں جس کے نتیجے میں عالمی بنک کی کاروباری آسانی کی درجہ بندی میں پاکستان کی Ranking میں چار درجے بہتری آئی ہے۔ورلڈ بنک کی 2016 میں شائع ہونے والی رپورٹ جو کہ 2015 کی کارکردگی پر مبنی ہے، میں Business Index 148 سے بہتر ہو کر 144 پر آ گیا ہے۔ پوری دنیا میں نمایاں اصلاحات کرنے والے دس ممالک میں پاکستان کو شامل کیا گیا ہے۔ 2016 میں اصلاحات کی بدولت اکتوبر 2017 میں کاروباری آسانی کی شائع ہونے والی رپورٹ میں پاکستان کی درجہ بندی میں مزید بہتری متوقع ہے۔

22۔ Documentation of Economy کی حوصلہ افزائی کے لیے پہلی بار 40,000 روپے مالیت کے رجسٹرڈ بانڈ کا اجراء کیا گیا ہے۔مالی سال 18-2017

میں مختلف مالیت کے دیگر رجسٹرڈ بانڈ بھی متعارف کرائے جائیں گے۔

جناب اسپیکر!

9۔ یہ کامیابیاں گذشتہ چار سالوں کے دوران حکومت کے بروقت لیکن مشکل فیصلوں کا نتیجہ ہیں۔ ہم اصلاحات کا سفر جاری رکھنے کے لیے پرعزم ہیں۔ اب میں رواں سال کے دوران حکومت کی طرف سے کی گئی کچھ اصلاحات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

(a) حال ہی میں ہم نے **"Open Government Partnership"** کے Letter of Intent پر دستخط کیے ہیں۔OGP، 70سے زائد ممالک (بشمول ترقی یافتہ ممالک) کی عالمی شراکت داری کا معاہدہ ہے۔کوئی بھی ملک جو اس کی رکنیت کا ارادہ رکھتا ہوایک خاص معیار پر پورا اترنے کے بعدOn Invitation رکنیت حاصل کر سکتا ہے اور ہمیں اس معیار کی 16میں سے 15 شرائط پر پورا اترنے پر 7 دسمبر 2016 کو OGP میں شمولیت کے لیے مدعو کیا گیا جو کہ ہماری حکومت کی شفافیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(b) **OECD کا Multilateral کنونشن**: پچھلی بجٹ تقریر کے دوران میں نے کہا تھا کہ ہم OECD کے Multilateral Convention on Mutual Administrative Assistance in Tax Matters پر دستخط کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ یہ اقدام ٹیکس چوری کے خلاف ہمارے عزم پر مبنی تھا۔جنوری 2014 میں وفاقی کابینہ سے اس Convention میں شمولیت کی منظوری کے بعد ہم نے اس سفر کا آغاز کیا۔ اس کنونشن کی Coordinating Body نے پاکستانی قوانین کا جائزہ لیا۔ ان کی سفارشات کی روشنی میں ہم نےFinance Bills 2015 اور 2016 کے ذریعے اس پارلیمنٹ نے انکم ٹیکس قوانین میں تبدیلیاں کیں جس کے بعد پاکستان کو جولائی 2016 میں اس

Convention میں شامل ہونے کی دعوت موصول ہوئی اور 14 ستمبر 2016 کو پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے میں نے اس کنونشن میں پاکستان کی شمولیت کی دستاویز پر دستخط کیے جس کے نتیجے میں آنے والے سالوں میں ہم ٹیکس کے معاملات میں بین الاقوامی سطح پر کافی زیادہ تفصیلات حاصل کرنے کے قابل ہوں گے۔ اس سے ہماری ٹیکس Governance میں بہتری آئے گی اور ٹیکس چوری کا مؤثر سدباب ہو سکے گا۔

(c) **Avoidance of Double Taxation Agreement**: ہم نے سویٹزرلینڈ کے ساتھ Double Taxation سے بچاؤ کا نظرثانی شدہ معاہدہ بھی کیا ہے۔ سویٹزرلینڈ کے ساتھ پچھلا معاہدہ 2005 میں کیا گیا تھا جس پر 2008ء میں عملدرآمد شروع ہوا۔ تاہم یہ معاہدہ تبادلۂ معلومات کے عالمی معیار کے مطابق نہ تھا۔ لہٰذا اگست 2013 میں حکومت نے اس معاہدے پر نظرثانی کے بعد معلومات کے تبادلے کے آرٹیکل میں مطلوبہ تبدیلیاں تجویز کیں۔ پاکستان اور سویٹزر لینڈ کے باہمی مذاکرات کے بعد یہ معاہدہ 21 مارچ 2017 کو طے پا گیا ہے۔ یہ ترمیم شدہ معاہدہ Ratification کے مرحلے میں ہے جس کے بعد یہ قابلِ عمل ہو جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت ٹیکس مقاصد کے لیے مالی کھاتوں اور بنکنگ کی معلومات دریافت کرنے پر میسر ہوں گی۔ میں یہاں اس بات کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ معاہدے کی شرائط کے طے ہونے میں توقع سے زیادہ تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ سوئس حکومت بدلے میں غیر معمولی رعائیتوں کی خواہشمند تھی۔ الحمدللہ ہم بغیر کوئی رعایت دیئے معاہدے میں ان تبدیلیوں کو شامل کرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

10۔ ان اقدامات کی بدولت نہ صرف پوری دنیا میں پاکستان کی ساکھ میں اضافہ ہوا ہے بلکہ

اقوامِ عالم کو پیغام دیا گیا ہے کہ پاکستان ہر سطح پر Transparency، Good Governance اور احتساب میں یقین رکھتا ہے۔

جناب اسپیکر!

11۔ بنیادی معاشی کارکردگی کے جن اعداد و شمار کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پچھلے چار سال میں Macroeconomic Stability حاصل کرنے کے بعد ہماری حکومت کا Focus وزیرِاعظم نواز شریف کی Vision کے مطابق Higher, Inclusive and Sustainable Growth ہے۔

جناب اسپیکر!

12۔ پچھلے چار سال کے دوران کی جانے والی Structural Reforms میں سے میں نے چند کا ذکر کیا ہے۔ اگلے مالی سال میں اب تک کے جو Economic Gains ہیں اُن کو Consolidate کرنا اور اُن پر مزید Build کرنا ہماری اولین ترجیح ہے۔میں اب اس سلسلہ میں اگلے سال کے چند اہم اہداف کا ذکر کروں گا۔

13۔ **مالی سال 2017-18 کے معاشی اہداف**

a) GDP کی شرح میں 6 فیصد اضافہ

b) Investment to GDP Ratio 17 فیصد۔

c) 1,001 ارب روپے کے وفاقی ترقیاتی اخراجات۔

d) 6فیصد سے کم افراطِ زر(Inflation)۔

e) بجٹ خسارہ GDP کا 4.1 فیصد۔

(f Tax to GDP 13.7 فیصد۔

(g زرِمبادلہ کے ذخائر چار ماہ کی درآمدات کے برابر۔

(h Net Public Debt to GDP کو 60 فیصد تک رکھنا۔

(i Social Safety کے اقدامات کو جاری رکھنا۔

اہداف کے حصول کے لیے کیے جانے والے اقدامات:
بجٹ حکمتِ عملی کے اہم خدوخال

جناب اسپیکر!

14۔ جن اہداف کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اُن کے حصول کے لیے ہم نے ایک Budget Strategy تشکیل دی ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(1) FBR کے محاصل میں 14 فیصد جب کہ وفاقی اخراجات میں 11 فیصد تک اضافہ۔

(2) وفاقی حکومت کی غیرمحصولاتی وصولیاں 7 فیصد بڑھانا۔

(3) Current Expenditure کو قابو میں رکھتے ہوئے ہم ترقیاتی بجٹ میں مزید اضافہ کرنے کے قابل ہوں گے۔اگلے مالی سال کے لیے وفاقی ترقیاتی پروگرام 1,001 ارب روپے تجویز کیا گیا ہے۔ یہ رقم موجودہ مالی سال کے نظر ثانی شدہ 715 ارب روپے کے تخمینے سے 40 فیصد زیادہ ہے اور اگر اس میں صوبائی تخمینہ شامل کریں تو 18-2017 کا ترقیاتی بجٹ 2,100 ارب روپے سے تجاوز کرے گا۔

(4) اس کے ساتھ ساتھ Current Expenditure میں اضافہ افراطِ زر کی شرح

سے کم رکھا جائے گا۔

(5) زراعت، مالی شعبے، برآمدات، ٹیکسٹائل، سماجی شعبے اور روزگار کے لیے **نئے اقدامات** کا اعلان کیا جارہا ہے۔ اس کا مقصد معاشی سرگرمیوں میں مزید اضافہ کرنا، روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنا اور عوام کی آمدن میں بہتری لانا ہے۔ان اقدامات کی تفصیل مَیں تھوڑی دیر میں پیش کروں گا۔

(6) زراعت ، SME، اور Information Technology کے شعبہ جات کو مزید فروغ دینے کے لیے **ٹیکس مراعات** کا اعلان کیا جارہا ہے ۔

(7) وزیراعظم نواز شریف کی قیادت اور کیبنٹ کمیٹی برائے توانائی کے ذریعے ان کی ذاتی نگرانی میں 2018 کے موسمِ گرما میں موجودہ 5 سالہ مدت کے اختتام تک تقریباً 10,000 میگا واٹ اضافی بجلی National Grid میں شامل کی جائے گی۔انشاء اللہ اس سے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ ممکن ہوگا۔

(8) ائرپورٹ، ہسپتال اور پانی صاف کرنے کے پلانٹ سمیت گوادر کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری کی جائے گی۔

(9) تقریباً 55لاکھ ایسے خاندان جن کے پاس ذریعہ معاش نہیں ہے ان کے لیے سالانہ 19,338روپے فی خاندان بذریعہ خاتونِ خانہ مالی معاونت جاری رکھی جائے گی۔اس مقصد کے لیے **بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام** کے لیے 121ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ 2013کے 40 ارب روپے کے مقابلے میں 300 فیصد ہے۔2013میں مستفید ہونے والے خاندانوں کی تعداد 37لاکھ تھی جو کہ اب 55 لاکھ ہو جائے گی۔اس کے علاوہ پرائمری سکولوں کے 13لاکھ بچوں کو مالی معاونت فراہم کی جارہی ہے۔

(10) حکومت 300 یونٹ ماہانہ بجلی استعمال کرنے والے کم آمدن صارفین کے بجلی کے

بلوں کی ادائیگی سبسڈی کی صورت میں جاری رکھے گی۔بلوچستان کے کسانوں کے لیے زرعی ٹیوب ویلوں کے بجلی کے استعمال پر وفاقی حکومت Subsidy جاری رکھے گی۔ جبکہ پورے ملک میں زرعی ٹیوب ویل کے لیے 5.35 روپے فی یونٹ Off Peak ریٹ آئندہ مالی سال میں بھی جاری رہے گا۔اس مقصد کے لیئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 118 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(11) وزیراعظم کی مندرجہ ذیل Youth Schemes جاری رہیں گی جن کے لیے اس مالی سال میں 20 ارب روپے رکھے جا رہے ہیں۔

- ☆ Business Loan Scheme
- ☆ Interest Free Loan Scheme
- ☆ Training Scheme
- ☆ Skill Development Programme
- ☆ Fee Reimbursement
- ☆ Laptop Programme

خصوصی اقدامات 2017-18

جناب اسپیکر!

15۔ وزیراعظم محمد نواز شریف کی قیادت میں ہم ملک کے عوام کی خدمت کے لیے پرعزم ہیں۔ یہ قوم ایک اچھے اور روشن مستقبل کی مستحق ہے۔اس سلسلے میں اس بجٹ میں اب میں خصوصی تجاویز پیش کر رہا ہوں۔

فلاحی اسکیمیں

16۔ **غربت سے باہر آنے کے لیے بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت کاروبار شروع کرنے کے لیے خصوصی گرانٹ:** Food-Energy Intake Methodology کے تحت 2002 میں غربت کا سروے کیا گیا تھا جس کے مطابق پاکستان کی 34.7 فیصد آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی گذار رہی تھی۔ جو کہ کم ہو کر 2014 میں 9.3 فیصد ہو گئی۔ تاہم پاکستان نے ورلڈ بنک کی Cost-of-Basic-Needs (CBN) کے فارمولے پر بھی غربت ناپنے کے نئے طریقہ کار کو اپنایا ہے۔ اس طریقہ کار کے مطابق 2002 میں غربت کی شرح 64 فیصد سے زیادہ تھی جو کہ 2014 میں کم ہو کر 29.5 فیصد رہ گئی۔ جہاں حکومت معاشرے کے کم آمدن طبقات کو معاشرتی تحفظ فراہم کر رہی ہے وہیں بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام سے مستفید ہونے والوں کے نئے ہنر سیکھنے اور اپنا کاروبار شروع کرنے کی حوصلہ افزائی بھی کر رہی ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ اس سلسلے میں حکومت ایک نئی اسکیم متعارف کروا رہی ہے۔ آئندہ سال BISP سے مستفید ہونے والے ایسے خاندانوں کو تربیت اور 50 ہزار روپے کی مالی معاونت فراہم کی جائے گی جو اپنا ذاتی کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح وہ اس پروگرام سے Graduate کر جائیں گے۔ ابتدائی طور پر 250,000 خاندانوں کو یہ گرانٹ دیئے جانے کی تجویز ہے۔

دور دراز علاقوں کو بجلی کی فراہمی

17۔ بجلی کے ترسیلی نظام سے دوری پر بسنے والے چھوٹے شہروں کے مکینوں کو بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت ورلڈ بنک کے تعاون سے شمسی توانائی سے چلنے والے Off-Grid نظام متعارف کروائے گی۔ اس اقدام میں بلوچستان پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

زرعی شعبہ (Agriculture Sector)

18۔ زراعت ہمارے ملک کے لوگوں اور معیشت کے لیے انتہائی اہم ہے۔ دیہی معیشت میں

زراعت کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعظم نے 2015 میں 341 ارب روپے پر مبنی ایک جامع کسان پیکیج کا اعلان کیا جس کے تحت چاول اور کپاس پیدا کرنے والے کسانوں کے لیے بلاواسطہ امداد، زرعی مشینری کی درآمد پر ٹیکس میں 45 فیصد سے 9 فیصد تک کمی، Cool Chain Machinery پر سیلز ٹیکس میں 17 فیصد سے 7 فیصد تک کمی،زرعی اجناس کے تاجروں کے لیے 3 سال تک ٹیکس میں چھوٹ، شمسی ٹیوب ویل استعمال کرنے والے کسانوں کے لیے بلا سود قرضوں کی فراہمی، جراثیم کش ادویات اور بیج پر سیلز ٹیکس میں کمی، زرعی قرضوں پر سود میں کمی،فصلوں کا کم لاگت بیمہ اور زرعی قرضوں کے حجم میں اضافے جیسے اقدامات شامل تھے۔

19۔ زرعی شعبے میں مزید بہتری کے لیے حکومت نے 17-2016 کے بجٹ کے ذریعے کئی نئے Supportive اقدامات لیے جن میں Crop Loan Insurance Scheme ، لائیو سٹاک انشورنس سکیم، ڈیری مصنوعات، لائیو سٹاک اور پولٹری پر کسٹم ڈیوٹی میں رعایت، جراثیم کش ادویات پر سیلز ٹیکس کا خاتمہ، Cool chain machinery پر کسٹم ڈیوٹی کا خاتمہ اور کھاد کی قیمت میں کمی قابلِ ذکر ہیں۔ نتیجتاً Urea کھاد 1800 روپے فی بوری سے کم ہو کر 1400 روپے اور DAP 4200 سے کم ہو کر 2500 روپے ہو گئی۔ کھاد کی قیمتوں میں یہ کمی ٹیکسوں میں چھوٹ اور کیش Subsidy کے ذریعے ممکن ہوئی۔ان اقدامات کے بہتر نتائج کا اندازہ کھاد کی کھپت اور زرعی پیداوار میں اضافے سے لگایا جا سکتا ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے پچھلے سال جمود کا شکار رہنے والے زرعی شعبے میں موجودہ سال 17-2016 کے دوران 3.46 فیصد کی شرح سے ترقی ہوئی۔یہ تمام اسکیمیں اور اقدامات آئندہ مالی سال 18-2017 میں بھی جاری رہیں گے۔

20۔ آئندہ بجٹ میں کچھ نئے اقدامات بھی تجویز کئے جا رہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

a) زرعی قرضوں کے لیے Mark-up میں کمی

اس وقت قرضوں پر Mark-up 14 فیصد سے 15 فیصد تک ہے مجھے اس بات کا

اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یکم جولائی 2017 سے زرعی ترقیاتی بنک اورنیشنل بنک آف پاکستان نئی سکیم کے تحت 12.5 ایکڑ اراضی رکھنے والے کسانوں کو 9.9 فیصدسالانہ کی کم شرح پر زرعی قرضے دیں گے۔اسکیم کی دیگر خصوصیات کچھ یوں ہیں۔

(i) 50,000 روپے فی کسان تک قرضہ فراہم کیا جائے گا۔

(ii) 20 لاکھ قرضے زرعی ترقیاتی بنک،نیشنل بنک اور دیگر بنک مہیا کریں گے۔

(iii) اسٹیٹ بنک آف پاکستان اس نئی اسکیم پرعملدرآمد کی نگرانی کرے گا۔

(b) زرعی قرضوں کے ہدف میں اضافہ

پیداواری لاگت کے استعمال میں چھوٹے کسانوں کو زرعی قرضوں کی فراہمی ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔کسانوں کی سہولت کے لیے مالی سال 18-2017 میں زرعی قرضوں کا حجم پچھلے سال کے 700 ارب روپے سے بڑھا کر 1,001 ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ جو کہ قرضوں کے حجم میں 43 فیصد اضافہ ہے۔میں معزز اراکینِ پارلیمان کی اس بات پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ زرعی قرضوں کا حجم وفاقی ترقیاتی بجٹ 18-2017 جو کہ 1001 بلین روپے ہے، یہ اُس کے برابر ہے۔

(c) کھاد کی قیمتوں میں استحکام

(i) کسانوں کی مزید آسانی کے لیے حکومت نے NFMLکے پاس دستیاب درآمد شدہ یوریا کو 1000 روپے فی بوری کی رعایتی قیمت پر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ii) DAP پر دی جانے والی سبسڈی کی فراہمی میں آسانی کی خاطر یہ

فیصلہ کیا گیا ہے کہ DAP پر Fixed Sales Tax لاگو کیا جائے گا۔جس کے نتیجے میں GST 400 روپے سے کم کر کے 100 روپیہ فی بوری کیا جا رہا ہے۔ اس مد میں کل رعایت کا تخمینہ 13.8ارب روپے بنتا ہے۔

(iii) مالی سال 18-2017 میں ٹیکس میں کمی اور سبسڈی کے ذریعے یوریا کی زیادہ سے زیادہ فی بوری قیمت 1400روپے پر برقرار رکھی جائے گی۔ اس مد میں کل رعایت کا تخمینہ 11.6ارب روپے بنتا ہے۔

(v) ٹیکسوں میں ردو بدل کے ذریعے NP ، NPK، SSP اور CAN کی قیمتیں بھی اپنی موجودہ سطح پر برقرار رکھی جائیں گی۔

(d) قرضوں کے حصول کے لیے ملکیتی زمین کے ریکارڈ کا استعمال

کسانوں کے لیے قرضوں کے حصول میں آسانی پیدا کرنے کے لیے اسٹیٹ بنک ایسے اقدامات کر رہا ہے جن کے ذریعے Banking System کو Land Record Management Information System سے ہم آہنگ کیا جائے گا تاکہ جائیداد گروی رکھنے کی سہولیات مہیا کی جا سکیں۔ خود کار ریکارڈز کے ذریعے کسانوں کو بنکوں سے قرض لینے میں سہولت ہو گی۔

(e) **Plant Breeders Rights Registry** کا قیام زیرعمل ہے جس سے کسانوں کو اعلیٰ معیار کا نیا بیج دستیاب ہو گا۔اس کا مقصد ملک میں فصلوں کی پیداوار بڑھانا ہے۔

(f) زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے سستی بجلی

حکومت Off Peak Hours میں زرعی ٹیوب ویلوں کو 5.35 روپے فی یونٹ کی قیمت پر سستی بجلی کی فراہمی جاری رکھے گی۔ اس سہولت پر مالی سال18-2017میں 27 ارب روپے خرچ ہوں گے۔

(g) **Production Index Unit** کی قدر 4,000سے بڑھا کر 5,000 روپے کی جارہی ہے۔ اس سے کسانوں کو بنکوں سے زیادہ سے زیادہ قرض لینے میں مدد ملے گی۔

(h) زرعی شعبے کے ٹیکسوں پر امدادی اقدامات

(i) **Combined Harvester**

ملک میںCombined Harvester کے استعمال کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ تاہم اس وقت20 سے 30 سال پرانے Harvesterدرآمد کیے جارہے ہیں جو کہ انتہائی خستہ حال ہیں جس کی وجہ سے کٹائی میں 10 فیصد تک نقصان ہو جاتا ہے۔اس نقصان کو کم کرنے کے لیے نئی زرعی مشینری کی درآمد کی حوصلہ افزائی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں Combined Harvester کی نئی اور پانچ سال تک استعمال شدہ مشینری پر کسٹم ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس ختم کیا جا رہا ہے۔

(ii) درآمد شدہ سورج مکھی اور کینولہ کے Hybrid بیج پر جی ایس ٹی کوختم کیا جا رہا ہے۔

(iii) پولٹری کے لیے درآمد کی جانے والی مشینری پرSales Tax کی شرح کو 17 فیصد سے کم کر کے 7 فیصد کیا جا رہا ہے۔

(iv) 3سے 36 ہارس پاور زرعی ڈیزل انجن برائے ٹیوب ویلز جن پر سیلز ٹیکس

کی شرح 17 فیصد ہے اس سیلز ٹیکس کو ختم کیا جا رہا ہے۔

برآمدات اور ٹیکسٹائل سیکٹر

جناب اسپیکر!

21۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ پاکستانی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور روزگار، خام مال کی کھپت، برآمدات اور مجموعی قومی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے سال 2013 سے اس شعبے کے لیے خصوصی پیکجز فراہم کئے ہیں۔ یہاں میں ان میں سے چند اقدامات کی یاددہانی کرانا چاہوں گا۔

(1) Long Term Financing Facility پر شرح سود کو 11.4 فیصد سے 5 فیصد تک کم کیا گیا ہے۔

(2) ٹیکسٹائل مشینری کی ڈیوٹی فری درآمد کی اجازت دی گئی ہے۔

(3) شعبہ ٹیکسٹائل کے لیے بلاتعطل بجلی اورگیس کی فراہمی یقینی بنائی گئی ہے۔

(4) ٹیکسٹائل سیکٹر کے لیے Technology Upgradation Fund اسکیم 2016-19 متعارف کروائی گئی ہے۔

(5) جنوری 2017 میں PM's Package of Incentives for Exporters کا اعلان کیا گیا جس میں ٹیکسٹائل سیکٹر کو مرکزی حیثیت دی گئی۔

(6) حکومت نے گزشتہ سال پانچ بڑے Export Oriented Sectors بشمول ٹیکسٹائل، چمڑہ، کھیلوں کا سامان، آلاتِ جراحی اور قالین بافی کو Zero rated sales tax regime میں شامل کیا تھا۔ یہ سہولت آئندہ سال بھی جاری رکھی جائے گی۔

(7) اسی طرح ٹیکسٹائل مشینری کی ڈیوٹی فری درآمد بھی جاری رکھی جائے گی۔

22۔ مالی سال 2016-17 کے دوران متعارف کرائے گئے اقدامات آئندہ سال بھی جاری رکھے جائیں گے۔ اپنی سابقہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے شعبہ ٹیکسٹائل کے فروغ کے لیے بجٹ 2017-18 میں مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں:

(1) تمام Stakeholders سے مشاورت کے بعد کپاس کی قیمت میں استحکام کے لیے Cotton Hedge Trading کا آغاز کیا جائے گا۔

(2) سرکاری اور پرائیویٹ Stakeholders سے مشاورت کے بعد حکومت ٹیکسٹائل کے لیے Brand Development Fund کا آغاز کرے گی۔

(3) ایک ہزار سلائی مراکز کے قیام کی منظوری کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔ اِس اسکیم پر مالی سال 2017-18 میں عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا اور یہ اسکیم 3 سالوں میں مکمل ہوگی۔

(4) Textile Ministry پہلی مرتبہ ٹیکسٹائل کے شعبے کے لیے Business to Business اور Business to Consumer کے لیے آن لائن ٹیکسٹائل Trade Portal کا آغاز کرے گی۔ اس عمل سے پاکستان کی ٹیکسٹائل Value Chain عالمی Marketing Practices سے ہم آہنگ ہو جائے گی۔

23۔ عالمی تجارت میں مندی اور اجناس کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے پاکستان کو برآمدات میں مشکلات پیش آئی ہیں۔ برآمدات میں اضافے کے لیے حکومت نے کئی اقدامات کئے ہیں جو اگلے سال بھی جاری رہیں گے مثلاً:

(1) Export Refinance Facility پر Mark-up میں کمی کی گئی ہے جو کہ جون 2013 کے 9.5 فیصد کے مقابلے میں کم ہو کر جولائی 2016 میں 3 فیصد رہ گئی

ہے۔اس کے علاوہ Longterm Financing Facility پر Mark-up جون 2013ء کے 11.4 فیصد کے مقابلے میں 2015 میں5سے 6 فیصد رہ گئی ہے۔ ان اقدامات کی بدولت Exporters کے لیے پیداواری لاگت میں کمی واقع ہوئی ہے۔

24۔ اس کے علاوہ نئے اقدامات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) خام کھالوں پر کسٹم ڈیوٹی کم کر کے صفر فیصد کی جا رہی ہے۔

(2) اعلیٰ درجے کی چمڑے کی مصنوعات بنانے کے لیے استعمال ہونے والی Stamping Foil پر کسٹم ڈیوٹی ختم کی جا رہی ہے۔

(3) منڈیوں سے دوری کے باعث چاول برآمد کرنے والوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ چاول کی برآمد میں سہولت کے لیے پاکستان سے باہرچاولوں کی Warehousing کی اجازت دینے کا اصولی فیصلہ کر لیا گیا ہے۔وزارتِ تجارت، سٹیٹ بنک اور Rice Export Association مل کر اس اسکیم کی تفصیلات تیار کریں گے۔

ہاؤسنگ کا شعبہ

25۔ **Risk Sharing Guarantee Scheme**: ملک میں اس وقت 10 لاکھ سے زیادہ مکانات کی کمی ہے۔ ہر سال مکانوں کی طلب میں مزید 3لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ طویل مدتی قرضوں کی دستیابی اس سلسلے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔بنک لمبی مدت کے قرضے دینے سے گھبراتے ہیں۔ گھر بنانے میں حائل اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے Risk Sharing Guarantee Scheme کا آغاز کیا جائے گا۔ اس سکیم کے تحت گھر بنانے کے لیے 10لاکھ روپے تک کی فنانسنگ پر حکومت بینکوں اور DFIs کو 40 فیصد تک کی Credit Guarantee دے

گی۔ اس مقصد کے لیے 6 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس سہولت کو Microfinance Banks کے ذریعے مہیا کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔

Infrastructure Finance

26۔ حکومت نے انفراسٹرکچر کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مستقل بنیادوں پر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ کیا ہے۔سرکاری شعبے میں انفراسٹرکچر کی مالی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت مختلف قواعد اور پالیسی تبدیلیوں کے ذریعے نجی شعبے کی انفراسٹرکچر کے لیے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی بھی کر رہی ہے۔ان اقدامات میں Public Private Partnership Framework، انفراسٹرکچر فنانس کے لیے نئی Regulations اور نئے اداروں کا قیام شامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(a) **Pakistan Development Fund (PDF)** کو بہت جلد فعال کر دیا جائے گا۔ یہ فنڈ انفراسٹرکچر کے Financially Viable سرکاری اور Public Private Partnership منصوبہ جات کے لیے طویل مدتی قرضے فراہم کرے گا۔ بین الاقوامی Development Partners نے بھی اس فنڈ کے ذریعے معاونت میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔

(b) **Pakistan Infrastructure Bank**
نجی شعبے کے قابل عمل منصوبوں کو انفراسٹرکچر کی مد میں قرض فراہم کرنے کے لیے پاکستان انفراسٹرکچر بنک بھی قائم کیا جائے گا۔اس Bank میں20 فیصد حصہ IFC کا ہو گا جبکہ حکومت پاکستان ترقیاتی فنڈ کے ذریعے 20 فیصد کی شراکت کرے گی۔ بقایا حصص نجی اداروں کے ہوں گے۔ یہ بنک Project

Financing کے جدید طریقہ کار کو متعارف کرانے میں مدد گار ثابت ہو گا جیسا کہ Domestic Infrastructure Bond Market کا قیام اور Contingent Financing Products کی تشکیل جس میں Credit Guarantee، Credit default swaps، Foreign currency liquidity facility اور refinancing options شامل ہیں۔

(c) **Public Private Partnership Act**

PPP Authority Act پارلیمان سے منظوری کے بعد نافذ کر دیا گیا ہے۔ یہ ایکٹ ملک میں Public Private Partnership کی فنانسنگ کے لیے ریگولیٹری فریم ورک مہیا کرتا ہے۔ اس سے حکومت نجی شعبے کی شراکت کے ساتھ بڑے منصوبوں کی تکمیل کروا سکے گی۔

مالیاتی شعبہ

27۔ حالیہ سالوں میں ہمارے Financial سیکٹر نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ Financial Sector میں مزید بہتری کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

(a) **Financial Inclusion**

زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مالی سہولیات کی دستیابی کے لیے حکومت National Financial Inclusion Strategy پر عمل کر رہی ہے۔اس سلسلے میں آئندہ سال مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کیے جا رہے ہیں۔

(i) Microfinance Institutions کے ذریعے کم آمدنی والے طبقوں کو قرض کی فراہمی کے لیے اسٹیٹ بنک میں 8 ارب روپے سے فنڈ قائم

کیا جائے گا۔

(ii) موبائل بنکنگ e-gateway systems کے ذریعے ادائیگیوں کو آسان بنانے کے لیے حکومت نے 2 ارب روپے کی لاگت سے اسٹیٹ بنک میں جدید e-gateway systems قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت متعلقہ اداروں کو فنی تربیت بھی فراہم کی جائے گی۔

(iii) **Branchless Banking** سے رقوم نکلوانے پر Withholding ٹیکس پر چھوٹ دی جائے گی۔

(iv) **Pakistan Microfinance Investment Company:**
2016 میں حکومت نے KFW اور DFID کے ساتھ مل کر Pakistan Microfinance Investment Company کا آغاز کیا ہے جس کا مقصد مائیکرو فنانس اداروں کو اضافی سرمایہ فراہم کرنا ہے۔ امید ہے کہ اس سے چھوٹے قرضوں کی تعداد دوگنی ہو جائے گی۔

(b) Disaster Risk Management Fund

عوام کو قدرتی آفات سے نمٹنے اور اس حوالے سے تیار رہنے میں مدد دینے کے لیے یہ فنڈ قائم کیا گیا۔ اس سلسلے میں 12.58 ارب روپے سے ایک Endowment Fund قائم کر دیا گیا ہے۔

چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار (SMEs)

28۔ SMEs کسی بھی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں چھوٹے کاروبار کی ترقی میں کافی رکاوٹیں حائل رہی ہیں۔ اگر کوئی ترقی ہوئی ہے تو وہ غیر رسمی شعبے میں ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نئے اقدامات کا اعلان کیا جا رہا ہے۔

(a) SMEs کے لیے قرض کی فراہمی

SMEs کے شعبے میں سب سے بڑا مسئلہ قرض کی دستیابی ہے۔ عام طور پر بنک SMEs کو قرض دینے سے کتراتے ہیں کیونکہ اس میں ہائی رسک ہوتا ہے۔ Banks کو SMEs کے لیے قرض دینے میں سہولت پیدا کرنے کی خاطر حکومت نے اسٹیٹ بنک آف پاکستان میں 3.5 ارب روپے سے SME کے لیے ایک Risk Mitigation Facility متعارف کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے تحت اسلامی اور روایتی طریقے سے قرض دیئے جائیں گے۔

(b) **Innovation Challenges Fund**

مارکیٹ کی بدلتی ہوئی ضروریات سے مطابقت کے لیے لازمی ہے کہ چھوٹے کاروبار جدید ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کریں۔ Supply Chains اور چھوٹی صنعتوں کی ٹیکنالوجی میں مسلسل جدت اور بہتری ان کے منافع بخش رہنے کے لیے ضروری ہے۔ ان ضروریات کے پیش نظر حکومت SMEs کے لیے 500 ملین روپے سے Innovation Challenges Fund کے قیام کا اعلان کر رہی ہے۔اس فنڈ کا انتظام پاکستان کی اہم ٹیکنالوجی یونیورسٹیوں کے تعاون سے پیشہ ورانہ طرز پر کیا جائے گا۔

(c) منقولہ جائیداد کے لیے **Secured Transactions Registry**

SMEs اور زراعت کے لیے قرض کی فراہمی کی خاطر حکومت نے پارلیمان سے Financial Institutions Secure Transactions Act 2016 منظور کروایا ہے۔ اس قانون کے تحت Electronic Registry قائم کی جائے گی۔ جس کے ذریعے SME اور زراعت کے شعبے میں چھوٹے borrowers اپنی منقولہ جائیداد کے عوض قرض حاصل کرسکیں گے۔ وفاقی حکومت آئندہ مالی سال کے دوران اس رجسٹری کا قیام عمل میں لائے گی۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی

29۔ زرعی اور صنعتی انقلاب کے بعد دنیا اب Information کے انقلاب سے گزر رہی ہے۔ تقریباً ہر شعبے میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال ہو رہا ہے خواہ وہ شعبہ مواصلات، بنکنگ، تجارت، تعلیم، تفریح، e-commerce، حکومت یا انتظامیہ کا ہو۔ جس طرح مشینوں نے انسان کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ اور آسانی پیدا کی ہے اسی طرح انفارمیشن ٹیکنالوجی انسان کی ذہنی قابلیت میں اضافہ کا باعث بھی بن رہی ہے۔ مستقبل میں ممالک کے درمیان صنعتی اور غیر صنعتی کی بجائے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بنیاد پر فرق دیکھا جائے گا۔حکومت پاکستان اس صورتِ حال سے باخبر ہے اور اس ضمن میں ماضی کے دوران کئی اقدامات کئے گئے جو کہ آئندہ بھی جاری رکھے جائیں گے۔ اس شعبہ کے لیے نئے اقدامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(a) جنوبی کوریا کے تعاون سے 6ارب روپے کی لاگت سے اسلام آباد میں ایک IT Software Park قائم کیاجائے گا۔اس سلسلے میں مالی انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں اور تعمیراتی کام بہت جلد شروع کر دیا جائے گا۔

(b) نئی قائم ہونے والی IT Companies کو پہلے 3سال انکم ٹیکس میں چھوٹ دی جائے گی۔

(c) اسلام آباد اور دیگر وفاقی علاقہ جات سے IT Services کی برآمد پر سیلز ٹیکس عائد نہیں کیا جائے گا۔

(d) آئی ٹی کمپنیوں /ہاؤسز کو اس شرط پر پاکستان میں Foreign Exchange Accounts کھولنے کی اجازت دی جائے گی کہ اپنی آمدن کو بذریعہ ترسیلات ان کھاتوں میں جمع کروا سکیں گے۔ یہ اکاؤنٹ بیرون ملک کاروباری ادائیگیوں کے لیے استعمال ہونگے۔

(e) IT Connectivity میں موبائل فونز ایک اہم جزو ہیں۔عام آدمی کی سہولت

کے لیے موبائل کال پر ودہولڈنگ ٹیکس کو 14 فیصد سے کم کر کے 12.5 فیصد اور ایکسائز ڈیوٹی کو 18.5 فیصد سے کم کر کے 17 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ہمیں امید ہے کہ صوبائی حکومتیں بھی اسی شرح سے موبائل کالز پر سیلز ٹیکس میں کمی کریں گی۔

(f) جدید /سمارٹ فونز کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے کسٹم ڈیوٹی کو 1000 روپے سے کم کر کے 650 روپے کیا جائے گا۔

(g) موبائل ٹیلی فون کمپنیوں کے سامان کی درآمد پر ڈیوٹی کم کی جا رہی ہے۔

ترقیاتی پروگرام PSDP

جناب اسپیکر!

30۔ اس سال کا ترقیاتی پروگرام وزیراعظم کے وژن کے مطابق ہے جو کہ

☆ Higher, Sustainable and Inclusive Growth کا حصول

☆ Human Resource Development

☆ انفراسٹرکچر کی بہتری

☆ Food Security

☆ Water and Energy Security

پر مشتمل ہے۔ وفاقی حکومت کے ترقیاتی اخراجات اب مالی سال 2012-13 کے 324 ارب روپے کے مقابلے میں 3 گنا بڑھ چکے ہیں۔ وفاقی حکومت کا ترقیاتی پروگرام 1,001 ارب روپے تک بڑھانے کی تجویز ہے جو کہ پچھلے مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات کے 715 ارب روپے کے مقابلے میں 40 فیصد زیادہ ہے۔ وفاقی اور صوبائی ترقیاتی پروگرام کا مجموعی حجم پچھلے سال کے

1,539 ارب روپے (715ارب روپے وفاقی اور 824ارب روپے صوبائی) سے بڑھا کر 2,113 ارب روپے کیا جا رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ حکومتی شعبے نے اپنے ترقیاتی اخراجات میں 37 فیصد اضافہ کیا ہے۔ اس سے معیشت میں لاکھوں لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ترقیاتی اخراجات میں اضافے سے نجی شعبے میں بھی سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا۔

31۔ ماضی میں توانائی اورInfrastructure کے شعبوں کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ ہماری حکومت نے اس روایت کو یکسر بدل دیا ہے۔آج وفاقی ترقیاتی بجٹ کا بیشتر حصہ انفراسٹرکچر اور توانائی کیلئے مختص کیا جاتا ہے۔ یہ ہماری معاشی پالیسی میں بڑی تبدیلی ہے اور یہ تبدیلی ہمارے مستقبل کی معاشی ترقی کے اہداف کی بنیاد ہے۔ انفراسٹرکچر کے لیے کل PSDP کا 67 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ اولین ترجیح ٹرانسپورٹ اور مواصلات کے شعبہ کو دی گئی ہے جس کے لیے 411 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس میں قومی شاہراہوں کے لیے 320 ارب روپے، ریلوے کے لیے 43 ارب روپے اور دیگر منصوبوں اور Aviation کی اسکیموں کے لیے 44 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

32۔ 19سال کے وقفے کے بعد مردم شماری کا عمل جاری ہے۔لیکن عمر کے لحاظ سے آبادی کے تناسب میں کوئی بڑی تبدیلی متوقع نہیں۔ ہماری آبادی کا بیشتر حصہ 20 سال سے کم عمر نوجوانوں پر ہی مشتمل رہے گا۔ اس لیے ہمارے ترقیاتی پروگرام کی توجہ انسانی اور سماجی سرمائے کی ترقی، تعلیم، صحت، خواتین کو بااختیار بنانے ، غربت کے خاتمے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور عدم مساوات ختم کرنے پر مرکوز ہے۔

جناب اسپیکر!

33۔ اب میں وفاقی حکومت کے ترقیاتی بجٹ کے چند اہم Programmes پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

توانائی

34۔ توانائی کی کمی تیز تر ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔حکومت لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کے لیے انتھک کام کر رہی ہے۔ 2018 تک انشاء اللہ 10,000 میگا واٹ اضافی بجلی نیشنل گرڈ میں شامل کی جائے گی۔اس کے علاوہ 2018 کے بعد مکمل ہونے والے 15,000 میگاواٹ کے بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کا Financial Close ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں حکومت توانائی کے شعبے کی ترقی کے لیے 401 ارب روپے تجویز کر رہی ہے۔ اس میں واپڈا کی 317 ارب روپے کی سرمایہ کاری شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایک نیا پروگرام Energy for All متعارف کروایا جا رہا ہے جس کے لیے ابتدائی طور پر 12.5 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جن بنیادی منصوبوں میں حکومت سرمایہ کاری کرے گی وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) LNG سے بجلی بنانے کے دو منصوبوں بلوکی اور حویلی بہادر شاہ کے لیے 76.5 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ دونوں منصوبوں سے 2,400 میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی۔دونوں منصوبوں کی مکمل تکمیل 2017-18 میں ہوگی۔

(2) داسو ہائیڈرو پاور منصوبے کے لیے 54 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ پہلے مرحلے میں اس منصوبے کے تحت 2,160 میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی۔

(3) دیامیر بھاشا ڈیم (Lot-I) کی تعمیر کے لیے 21 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس ڈیم سے 4,500 میگا واٹ بجلی کی پیداوار متوقع ہے۔

(4) نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پروجیکٹ کے لیے 19.6 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس پروجیکٹ سے 969 میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی۔اس منصوبے کی تکمیل بھی 2017-18 میں ہو گی۔

(5) تربیلا ہائیڈرو پاور کی چوتھی توسیع کے لیے 16.4 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جس سے 1,410 میگا واٹ اضافی بجلی پیدا ہو گی۔

(6) جامشورو میں 1,200 میگا واٹ پیداواری صلاحیت کے حامل کول پاور منصوبے کے لیے 16.2 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(7) اس کے علاوہ کراچی میں 2,200 میگاواٹ پیداواری صلاحیت کے حامل 2 ایٹمی توانائی منصوبوں اور 600 میگا واٹ کے چشمہ سول ایٹمی پاور پلانٹ پر کام جاری رہے گا۔

35۔ بجلی کی پیداوار اور مانگ میں فرق ہمارے چیلنج کا صرف ایک پہلو ہے۔ ماضی میں بجلی کی ترسیل اور تقسیم میں کوئی اہم سرمایہ کاری نہیں کی گئی۔ نتیجتاً اگر ہم بجلی کی پیداوار کو بڑھا بھی لیں تو صارفین تک بجلی پہنچانے کے قابل نہیں ہوں گے۔ اس سال سے ہم صورتحال کی بہتری کے لیے ہنگامی اقدامات کر رہے ہیں۔ مٹیاری لاہور ٹرانسمشن لائن تعمیر کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ گرڈ سٹیشنوں اور ترسیلی نظام میں بھرپور سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔

پانی

36۔ اگر پانی کے شعبے میں سرمایہ کاری نہ کی گئی تو پاکستان کو پانی کی کمی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس لیے حکومت ترجیحی بنیادوں پر ڈیم بنانے اور نہروں اور Water Courses کو تعمیر

اور بہتر کرنے پر توجہ دے رہی ہے۔ اوپر بیان کیے گئے بڑے منصوبوں کے علاوہ پانی کے شعبے میں حکومت 38 ارب روپے مختص کر رہی ہے۔ اس مقرر کردہ بجٹ میں زیادہ تر حصہ RBOD-I، RBOD-II اور کچھی کینال پر خرچ ہو گا۔ مشترکہ طور پر ان تینوں منصوبوں پر 17.7 ارب روپے لاگت آئے گی۔ ان کے علاوہ صوبوں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے بلوچستان، خیبر پختونخواہ، پنجاب اور سندھ میں پانی کے کئی منصوبے جاری رہیں گے۔

قومی شاہراہیں

37۔ پاکستان اپنے محلِ وقوع کی وجہ سے پورے خطے کو آپس میں ملانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس قدرتی طور پر حاصل حیثیت کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور اسے معاشی ترقی میں بدلنے کے لیے پچھلے چار سال میں ہماری حکومت کی توجہ مواصلاتی نظام میں سرمایہ کاری پر رہی ہے۔اس مقصد کے لیے پچھلے سال کے 188 ارب روپے کے مقابلے میں اس سال 320 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ چار سال پہلے یہ سرمایہ کاری صرف 51 ارب روپے تک محدود تھی۔اس شعبہ کے بڑے منصوبہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) لاہور۔عبدالحکیم سیکشن میں 230 کلومیٹر لمبی شاہراہ کے لیے 48 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(2) ملتان سے سکھر 387 کلومیٹر لمبی شاہراہ کے لیے 35 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(3) سکھر حیدرآباد سیکشن کے لیے 2.5 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔یہ منصوبہ نجی شعبے کی شراکت سے زیرِ تعمیر ہے۔

(4) کراچی حیدرآباد موٹروے پر تیزی سے کام جاری ہے۔ اور اس کے ایک حصے کا

افتتاح کر دیا گیا ہے۔

(5) ہکلہ سے یارک ڈیرہ اسماعیل خان موٹر وے کے لیے 38 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(6) فیصل آباد سے خانیوال ایکسپریس وے جس کی لمبائی 184 کلومیٹر ہے، کے لیے 10 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(7) برہان حویلیاں ایکسپریس وے کے لیے 3 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(8) تھاکوٹ سے حویلیاں کے لیے 26 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(9) ڈیرہ اسماعیل خان مغل کوٹ اور ژوب شاہراہ کی بحالی کیلئے 2.7 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(10) بلوچستان میں خضدار اور پنجگور کے علاقے میں ہوشاب بسیمہ سوراب شاہراہ اور گوادر تربت ہوشاب سیکشن کیلئے 2.5ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

ریلویز (Railways)

38۔ ریلوے مسافروں اور سامان کی سستی، تیز رفتار اور آرام دہ ترسیل کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا اس کی ترقی ہماری حکومت کی اہم ترجیح ہے۔گذشتہ 4سالوں کے دوران ریلوے میں متاثر کن تبدیلی لائی جا چکی ہے۔ ہر سال آمدنی بڑھ رہی ہے، مسافروں اور سامان کی نقل وحمل کے لیے نت نئ خدمات کا اجراء کیا جا رہا ہے اور نئے انجن اور بوگیاں شامل کی جا رہی ہیں۔حکومت اس قومی اثاثے کو دوبارہ بحال کرنے کے لیے پر عزم ہے۔ اگلے مالی سال میں 42.9 ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اگلے سال کے بجٹ میں مندرجہ ذیل منصوبے ہماری ترجیحات میں شامل ہوں گے۔

(1) 75نئے انجنوں کی خریداری کے لیے 15.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(2) 830 بوگیوں کی تیاری اور 250 مسافر کوچز کے لیے 4.5 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

(3) پشاور تا کراچی ریلوے لائین جو تکنیکی طور پر ML-1 کے نام سے مشہور ہے پاکستان کے انفراسٹرکچر میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی بہتری اور اپ گریڈیشن کے لیے چین کے ساتھ مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے گئے ہیں۔ یہ ایک عظیم منصوبہ ہے جو کہ پاکستان میں ریلویز کو جدید خطوط پر استوار کرے گا۔

(4) ML-1 line کی بحالی اور Up gradation کے ابتدائی ڈیزائن کے لیے اگلے مالی سال میں 4.2 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

Human Development

39۔ وژن 2025 میں Human Development کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ حکومت اس میں سرمایہ کاری کو جاری رکھے گی۔ اس کے لیے ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے بجٹ میں پچھلے سال کے 21.5 ارب روپے کے مقابلے میں35.7 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ HEC کو جاری اخراجات کی مد میں 60.2 ارب روپے دیئے جائیں گے۔صحت کے شعبے میں وزارت نیشنل ہیلتھ سروسز، ریگولیشنز اینڈ کوآرڈینیشن کا بجٹ 25 ارب سے بڑھا کر 49 ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ جاری سال کے مقابلے میں سرمایہ کاری کو دوگنا کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق 80 ارب روپے کی لاگت سے ہسپتالوں کے لیے ایک نیا پروگرام شروع کیا جار ہا ہے۔ پہلے سال میں اس مد میں 8 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیراعظم کے نیشنل ہیلتھ پروگرام کے دوسرے مرحلے کا آغاز ہو رہا ہے جس

کے لیے 10 ارب روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں شعبہ صحت کے متعدد پروگراموں بشمول EPI، فیملی پلاننگ، Primary Health Care اور Population Welfare پروگرامز میں سرمایہ کاری کا حجم پچھلے سال کے مقابلے میں بڑھایا جا رہا ہے۔

40۔ دو تہائی بیماریاں پینے کے خراب پانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ پینے کا صاف پانی صحت عامہ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ضمن میں ایک سپیشل پروگرام Clean Drinking Water for All شروع ہو رہا ہے جس کے لیے اگلے سال میں 12.5 ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ مزید برآں، وزیر اعظم کے SDG پروگرام کے لیے 30 ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو Social Indicators میں بہتری لانے میں معاون ثابت ہوں گے۔

گوادر کی ترقی

41۔ گوادر کی ترقی کو پاک چین اقتصادی راہداری میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ سڑکوں کا جال بچھانے اور ائرپورٹ کی کشادگی اور جدت اور پورے علاقے کی ترقی کے لیے ایک جامع منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔اس ضمن میں 18-2017 میں 31 منصوبے شامل کیے گئے ہیں۔ ان میں نئے ائر پورٹ کا قیام، 200 بستر کا ہسپتال، 300میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ اور کھارے پانی کو صاف کرنے کا پلانٹ (Desalination Plant) شامل ہیں۔

42۔ 18-2017میں CPEC میں شامل منصوبے اپنے نفاذ کے تیسرے سال میں داخل ہو جائیں گے۔ اگلے مالی سال کے دوران CPEC اور اس سے منسلک منصوبوں کے لیے 180 ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

خصوصی علاقہ جات

43۔ خصوصی علاقہ جات کی تیز رفتار ترقی کے لیے 62 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں وزیراعظم کی ہدایت پر آزاد جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان کے ترقیاتی فنڈز مالی سال 17-2016 کے 25.75 ارب روپے سے بڑھا کر مالی سال 18-2017 میں 43.64 ارب روپے کیے جانے کی تجویز ہے جو کہ 69 فیصد کا تاریخی اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ 26.9 ارب روپے فاٹا کی ترقی کے لیے مختص کیے جا رہے ہیں۔

امن اور سلامتی

44۔ ستمبر 2013 میں وزیراعظم کی ہدایت پر حکومت نے کراچی کی رونقیں بحال کرنے کے لیے Operation کا آغاز کیا۔ اس کے انتہائی مثبت نتائج حاصل ہوئے ہیں اور روشنیوں کے شہر کراچی میں دوبارہ سے ثقافتی اور تجارتی سرگرمیوں کا آغاز ہو گیا ہے۔ کراچی پھر سے پاکستان کا Business Capital بن کر ابھرا ہے اور ہر شعبے میں نئی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔

45۔ پاکستان دہشت گردی کی عالمی جنگ میں صفِ اول کی ریاست کا کردار ادا کر رہا ہے۔ جون 2014 میں حکومت نے شمالی وزیرستان اور دیگر قبائلی علاقوں میں دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے خلاف بڑی کاروائی کا فیصلہ کیا اور پاک فوج نے آپریشن ضربِ عضب کا آغاز کیا۔ قوم کو فخر ہے کہ پاکستان کی بہادر افواج نے چھپ کر وار کرنے والے بزدل دشمن کو شکستِ فاش دی۔ کوئی مارا گیا، کوئی پکڑا گیا اور کوئی بھاگ گیا۔ یہ فتح ہمارے بہادر فوجیوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ آج پوری دنیا کو دہشت گردی کا سامنا ہے۔ مگر کسی فوج نے دہشت گردوں کے خلاف اتنی جامع فتح حاصل نہیں کی جتنی پاک فوج کو حاصل ہوئی۔ ہمارے جوانوں نے مشکل حالات میں اپنے پیاروں

سے دور وقت گذارا، شہادت حاصل کی، معذور ہوئے مگر ہمت نہیں ہاری اور بالآخر ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔ وزیرستان اور دیگر قبائلی علاقوں سے دہشت گردوں کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ اب وہ کبھی کبھار سرحد پار سے آ نکلتے ہیں مگر منہ کی کھاتے ہیں۔ ہمارے بہادر جوانوں اور غیور افسروں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔

46۔ قوم کے بہادر سپوتوں کی بے پناہ قربانیوں کی Recognition کے طور پر میں وزیراعظم کی جانب سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ افواجِ پاکستان کے تمام افسروں اور جوانوں کو تنخواہ کا 10 فیصد اسپیشل الاؤنس دیا جائے گا۔ یہ الاؤنس تنخواہوں میں اضافے کے حوالے سے جو اعلان کیا جائے گا، اُس کے علاوہ ہے۔

47۔ آپریشن ضربِ عضب جیسے بڑے قومی اقدام کے لیے وسیع مالی وسائل درکار ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف یہ ایک قومی فریضہ ہے۔ جس کے لیے وسائل فراہم کرنا پوری قوم پر لازم ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پچھلے تین سال سے 90 سے 100 ارب روپے سالانہ بالواسطہ یا بلاواسطہ خرچ کر رہی ہے۔ بلاواسطہ فوجی کاروائی کے اخراجات کے حوالے سے اور بالواسطہ TDPs کی کفالت، واپسی، آباد کاری اور علاقہ کے ترقیاتی اخراجات کی مد میں۔ اس ضمن میں National Security Committee نے یہ تجویز دی تھی کہ Gross Divisible Pool کا 3 فیصد حصہ اس قومی فریضہ کے لیے مختص کیا جائے۔ یہ معاملہ ابھی CCI اور NFC میں زیرِ بحث ہے۔

48۔ اسی طرح کشمیر، گلگت بلتستان اور فاٹا کے لیے Gross Divisible Pool سے 3فیصد رقم مختص کیے جانے پر بھی صوبوں کے ساتھ بات چیت جاری ہے۔ NEC کی گذشتہ میٹنگ میں آزاد کشمیر کے وزیراعظم، وزیراعلیٰ گلگت بلتستان اور گورنر KPK نے فاٹا کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ

مطالبہ یہ کہہ کر دہرایا کہ وہ بھی پاکستان کا حصہ ہیں۔ اور اُن کا بھی Divisible Pool پر حق ہے۔

49۔ میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ Gross Divisible Pool میں سے 3+3 فیصد کی Allocation کے بارے میں فیصلے کی تاخیر کی وجہ سے NFC ایوارڈ کو حتمی شکل دینے میں تاخیر ہورہی ہے۔ میں اپنے ہم منصب پارلیمنٹریز سے درخواست کروں گا کہ وہ صوبائی حکومتوں سے اس منصفانہ اور مناسب Allocation کے حوالے سے اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

بجٹ تخمینہ جات Budget Estimates 2017-18

50۔ اب میں آئندہ مالی سال کے اہم بجٹ تخمینہ جات کی طرف آتا ہوں۔

(1) مجموعی مالی محصولات کا تخمینہ 5,310 ارب روپے لگایا گیا ہے جس میں FBR کی ٹیکس وصولی 4,013 روپے ہے۔ یاد رہے کہ نظر ثانی شدہ ہدف 3,521 ارب روپے تھا۔ کل آمدنی میں 12.1 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے، جبکہ FBR کی ٹیکس وصولی میں 14 فیصد اضافہ متوقع ہے۔

(2) کل آمدنی میں سے صوبائی حکومتوں کا حصہ 2,384 ارب روپے بنتا ہے جو کہ 17-2016 کے نظرثانی شدہ ہدف 2,121 ارب روپے کے مقابلے میں 12.4 فیصد زیادہ ہے۔ یہ وسائل صوبائی حکومتیں انسانی ترقی اور لوگوں کی سیکیورٹی کے لیے خرچ کریں گی۔

(3) صوبائی حکومتوں کا حصہ نکالنے کے بعد وفاقی حکومت کی بقیہ آمدنی 18-2017

میں 2,926 ارب روپے متوقع ہے۔ جو کہ 17-2016 میں 2,616 ارب روپے ہے۔

(4) 18-2017 میں کل اخراجات کا تخمینہ 4,753 ارب روپے ہے جو کہ 17-2016 کے نظرثانی شدہ اخراجات 4,256 ارب روپے سے 11.7 فیصد زیادہ ہے۔ کل اخراجات میں سب سے زیادہ اضافہ ترقیاتی بجٹ میں کیا گیا ہے۔

(5) دفاعی بجٹ کی مد میں نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق پچھلے سال کے 841 ارب روپے کی نسبت اس سال 920 ارب روپے رکھنے کی تجویز ہے۔

(6) جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ PSDP بجٹ رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینے 715 روپے کی نسبت 40 فیصد اضافے کے ساتھ 1,001 ارب روپے رکھا گیا ہے۔

(7) اوپر دیئے گئے آمدنی اور اخراجات کے تخمینوں کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سال بجٹ خسارہ کم ہو کر GDP کے 4.1 فیصد تک آیا ہے۔ گذشتہ سال کے نظرثانی شدہ خسارے کا تخمینہ 4.2 فیصد ہے۔

☆☆☆

حصہ دوم

جناب اسپیکر!

اب میں اپنی بجٹ تقریر کا دوسرا حصہ پیش کروں گا جو ٹیکس تجاویز پر مشتمل ہے۔

51- گذشتہ چار سالوں میں حکومت نے دُوررس انتظامی اصلاحات کا آغاز کیا تا کہ ایک منصفانہ اور فعال ٹیکس نظام وضع کیا جاسکے۔ ایک وسط مدتی جامع حکمتِ عملی کے تحت ہم ٹیکس اور شرحِ نمو کے مابین 15% کا قابلِ قدر تناسب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

52- امتیازی رعایتوں اور Exemptions کا خاتمے کے لیے FBR نے ایک تاریخی عمل کا آغاز کیا جس کے تحت گذشتہ تین برسوں میں تین سو ارب روپے کی امتیازی رعایتیں اور Exemptions واپس لی گئی ہیں۔

53- اسی سمت میں آگے بڑھتے ہوئے مالی سال 18-2017 میں جن رہنما اُصولوں پر ٹیکس اقدامات تجویز کئے ہیں اُن میں اس حکومت کی گزشتہ برسوں کے کامیاب تفریقی ٹیکس ، جس میں ٹیکس ادائیگی کی حوصلہ افزائی اور عدم ادائیگی پر جرمانے، ملکی صنعت کا تحفظ، تفریقات کا خاتمہ، منصبی اختیارات میں کمی، کاروبار میں آسانی ، شرحِ نمو اور روزگار میں اضافے کی ترغیبات اور براہِ راست ٹیکسوں میں اضافہ، شامل ہے۔

جنابِ اسپیکر!

54- اپنی تقریر کے پہلے حصے میں، میں نے ایوان کے سامنے ٹیکس میں Relief اور شرحِ نمو میں اضافے کیلئے اقدامات کا ذکر کیا تھا جو معیشت کے مختلف سیکٹرز سے متعلق ہیں۔

55- اب میں معزز ایوان کے سامنے 2017-18 میں شامل ٹیکسوں کے حوالے سے مزید ریلیف کا ذکر کروں گا۔ سب سے پہلے انکم ٹیکس کے ضمن میں دی جانے والی ریلیف کچھ یوں ہے:

انکم ٹیکس

رعایتی اقدامات

جناب اسپیکر!

56- **مناسب شرحِ ٹیکس برائے کارپوریٹ سیکٹر:** حکومتی پالیسی کے تحت ، کمپنیاں بنانے کے رجحان کی حوصلہ افزائی کے لئے ہم نے 2013 سے جب اِس ٹیکس کی انتہائی شرح 35 فیصد تھی اس میں ہر سال ایک فیصد کی کمی کا آغاز کیا تھا۔ ہمارے اِس عزم کے تحت یہ شرح اگلے سال یعنی ٹیکس سال 2018 میں 30 فیصد ہوگی۔

57- **اسلامی بینکاری کی ترغیبات:** اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سفارشات کے مطابق اور اسلامک فنانسنگ کی حوصلہ افزائی کیلئے ہم اسلامک بینکنگ کی مختلف اقسام مثلاً مشارکہ، اجارہ اور مرابحہ پر ٹیکسوں کی وہی شرح تجویز کرتے ہیں جو روایتی بینکنگ میں رائج ہے۔

58- **Compliant ٹیکس گزاروں کو رعایت:** ٹیکس نظام کی Compliance کرنے والے ٹیکس گذاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے گاڑیوں کی رجسٹریشن پر وِد ہولڈنگ ٹیکس میں درج ذیل کمی تجویز کی جارہی ہے:

850cc تک کی گاڑیوں پر یہ شرح 10,000 روپے سے کم کرکے 7500 روپے

851-1000cc، تک کی گاڑیوں پر یہ شرح 20,000 روپے سے کم کرکے 15,000 روپے ،

1001-1300cc والی گاڑیوں میں یہ شرح 30,000 روپے سے 25,000 روپے۔

ٹیکس گوشوارے داخل نہ کرنے والوں کے لیے withholding ٹیکسوں کی شرح میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

59- **وزیر اعظم کی یوتھ لون اسکیم کے تحت لی گئی گاڑیوں پر وِدہولڈنگ ٹیکس کی چھوٹ:** بے روز گار نوجوانوں کو سہولت دینے کیلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وزیراعظم کی یوتھ لون اسکیم کے تحت خریدی گئی گاڑیوں کو وِدہولڈنگ ٹیکس سے چھوٹ دی جائے

60- **تعلیمی اخراجات پر رعایت:** کم آمدنی والے طبقے جن کے لیے تعلیمی اخراجات ناقابلِ برداشت ہوجاتے ہیں اُنہیں رعایت دینے کیلئے 17-2016 کے بجٹ میں اُن افراد کو جن کی سالانہ آمدنی دس لاکھ روپے سے کم تھی اُنہیں فی بچے کے تعلیمی اخراجات پر 60,000 ہزار روپے کی حد تک ٹیکس میں 5 فیصد کی رعایت دی گئی تھی ۔ اِس سال تجویز کیا جاتا ہے کہ سالانہ آمدنی کی اس حد کو 15 لاکھ تک بڑھا دیا جائے۔ اِس اقدام سے متوسط آمدنی والا طبقہ بھی مستفید ہوسکے گا۔

61- **Advance ٹیکس کی انتہائی حد میں اضافہ:** اِس وقت وہ ٹیکس گذار جن کی آمدنی پانچ لاکھ روپے یا اس سے زیادہ ہے وہ سال گذشتہ کے ادا شدہ ٹیکس کے حساب سے چار اقساط میں

Advance ٹیکس ادا کرسکتے ہیں۔ آمدنی کی یہ حد 2010 میں مقرر کی گئی تھی،لہٰذا تجویز کیا جاتا ہے کہ آمدنی کی اس حد کو پانچ لاکھ روپے سے بڑھا کر دس لاکھ روپے کردیا جائے تا کہ چھوٹے ٹیکس گزاروں کوسہولت مل سکے۔

62- **خام مال کی درآمد پر Exemption کی انتہائی حد میں اضافہ:** صنعتوں کو فروغ دینے کیلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ انکم ٹیکس کی Exemption Certificate کے تحت درآمد کئے جانے والے خام مال کی حد جو پچھلے برس کی درآمد شدہ مقدار کا 110 فیصد ہے، اسے بڑھا کر 125 فیصد کردیا جائے۔

63- **دواؤں کی صنعت میں فروخت کے اخراجات کی انتہائی حد میں اضافہ:** 17-2016 کے بجٹ میں دوا ساز صنعتوں کے فروخت کے اخراجات کی حد فروخت کے حجم کے 5 فیصد تک مقرر کی گئی تھی جس کی وجہ سے اس صنعت کے فروغ میں مشکلات کا سامنا تھا۔ لہٰذا تجویز ہے کہ اگلے سال یہ حد بڑھا کر 10 فیصد کردی جائے۔

64- **روزمرہ اشیاء استعمال پر وِد ہولڈنگ ٹیکس کی شرح میں کمی:** چونکہ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کے تقسیم کنندگان کے منافع کی شرح کم ہے لہٰذا دفعہ 113 کے تحت ان پر ٹیکسوں کی کم ترین شرح 0.2% مقرر کی گئی ہے۔ تاہم ان تقسیم کنندگان کو مال کی فراہمی پر عمومی شرح سے وِد ہولڈنگ ٹیکس لیا جاتا ہے جو کہ گذشتہ سال 4% سے کم کرکے 3% اور عام کمپنیوں کیلئے 4.5% سے کم کرکے 3.5% کیا گیا تھا۔ یہ شرح اب بھی تقسیم کنندگان کیلئے زیادہ تصور کی جاتی ہے چنانچہ تجویز ہے کہ اس شرح کو 3.5% سے مزید کم کرکے 2.5% کیا جائے۔تاہم گوشوارے داخل نہ کرنے والوں کے لئے اِن شرحوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

جنابِ اسپیکر!

65- **وِدہولڈنگ ٹیکس Statement میں نظرثانی کی رعایت:** وِد ہولڈنگ Agents کے مطالبے پر تجویز کیا جاتا ہے کہ اُنہیں Withholding Tax Statements میں غلطیوں کی تصحیح کے لیے 60دن میں نظرثانی کی اجازت دی جائے۔

66- **گوشوارے داخل نہ کرنے والوں کے لیے اپیل کا حق:** موجودہ قوانین کے مطابق ٹیکس گوشوارے داخل نہ کرنے کی صورت میں Provisional Assessment Order کے اجراء کے 45 دن کے اندر ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے، جبکہ اُنہیں اپیل کا حق بھی نہیں ہے۔عوام کے مطالبے اور ان کی جائز شکایات کے ازالے کیلئے موجودہ طریقہ کار کے خاتمے کی تجویز ہے۔گوشوارے داخل نہ کرنے کی صورت میں Provisional Assessment Order کے بجائے قابلِ اپیل آرڈر جاری کیا جاسکے گا۔

67- **اسٹاک ایکسچینج میں شمولیت پرٹیکس کریڈٹ:** سال 17-2016 میں ان کمپنیوں کو قابلِ ادائیگی ٹیکس پر دو سال تک 20% کی چھوٹ دی جاتی تھی۔ SECPنے اس اقدام کی تعریف کی اور سفارش کی کہ اسے کامیاب بنانے کیلئے مزید تین سال تک لاگو کیا جائے۔لہٰذا تجویز ہے کہ جو کمپنیاں اسٹاک ایکسچینج میں شامل ہوجائیں اُنہیں پہلے دو سال 20%جبکہ آخری تین سال میں10% کی چھوٹ دی جائے۔

68- **انشورنس Premium پر Exemption کی انتہائی حد میں اضافہ:** ٹیکس کے حجم

میں اضافے اور قوانین کی پاسداری کی ترغیب دینے کیلئے پچھلے سال گوشوارے داخل نہ کرنے والوں کے لائف انشورنس Premium پر 1فیصد Adjustable Withholding Tax متعارف کرایا گیا تھا جہاں یہ Premium 2لاکھ روپے یا اِس سے زائد تھا۔ انشورنس سیکٹر کے مطالبے پر تجویز کیا جاتا ہے کہ Premium کی یہ حد بڑھا کر 3 لاکھ روپے کردی جائے۔ تاہم گوشوارے داخل کرنے والوں کیلئے اس ٹیکس سے استثنیٰ جاری رہے گا۔

69- **مخصوص این پی اوز کی آمدنی کو Exemption** : گلاب دیوی ہسپتال، Pakistan Poverty Alleviation Fund اور نیشنل اکیڈیمی آف پرفارمنگ آرٹس Non-profit خیراتی اور سماجی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا تجویز ہے کہ اِنہیں انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کے دوسرے شیڈول کی شق (66) میں شامل کرکے ان کی آمدنی کو اِستثنیٰ دیا جائے۔

ریونیو اقدامات

70- میں اب انکم ٹیکس کے قوانین میں محاصل سے متعلقہ مجوزہ اقدامات کا ذکر کروں گا۔

71- **Dividend میں شرحِ ٹیکس کا اضافہ:** تجویز ہے کہ Dividend پر ٹیکس کی یکساں شرح کو %12.5 سے بڑھاکر %15 کیا جائے۔ اسی طرح Mutual Fund کے Dividend پر ٹیکسوں کی حالیہ شرح %10 سے %12.5 کرنے کی تجویز ہے۔ تاہم کچھ مخصوص اقسام کی Dividend پر کم شرحوں کے حساب سے ٹیکسوں کی وصولی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

72- **منافع پر ٹیکس کی شرح کو معقول بنانا:** فی الوقت منافع سے حاصل شدہ آمدنی پر مرحلہ وار شرح کے حساب سے ٹیکس عائد ہے جو کہ 25 ملین روپے تک ، 25 سے 50 ملین روپے تک اور 50 ملین روپے سے زائد آمدنی پر بالترتیب 10%، 12.5% اور 15% ہے ۔ اِس آمدنی کی موجودہ حدوں کو بالترتیب 5 ملین روپے، 5 سے 25 ملین روپے اور 25 ملین سے زائد کرنے کی تجویز ہے ۔ اس اقدام سے ٹیکس کا نفاذ زیادہ مرحلہ وار اور برابری کی بنیاد پر ہوگا۔

73- **سکیورٹیز کے Capital Gain پر ٹیکس کی شرح کو معقول بنانا:** فی الوقت سکیورٹیز پر تین درجوں کے اعتبار سے Capital Gain ٹیکس نافذ ہے۔ تجویز کی جاتی ہے کہ Capital Gain ٹیکس کو یکساں شرح سے نافذ کیا جائے اور Filer کے لئے یہ شرح 15% جبکہ Non Filer کیلئے 20% کرنے کی تجویز ہے۔ اس طرح طویل مدت تک سکیورٹیز کو روکے رکھنے کی حوصلہ شکنی ہوگی اور اسٹاک ایکسچینج میں خرید و فروخت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

74- **سیلز ٹیکس میں رجسٹرڈ افراد کو فروخت پر ٹیکس کریڈٹ کا خاتمہ:** اِس وقت اُن صنعت کاروں کو جو اپنی 90 فیصد فروخت سیلز ٹیکس میں رجسٹرڈ افراد کو کرتے ہیں اپنے قابلِ ادائیگی ٹیکس میں سے 3 فیصد کا ٹیکس کریڈٹ حاصل ہے۔چونکہ اِس اقدام سے سیلز ٹیکس میں رجسٹریشن کے فروغ کے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں کئے جاسکے بلکہ اِس ٹیکس کو ایک کٹوتی کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے لہٰذا تجویز کیا جاتا ہے کہ اس ٹیکس کریڈٹ کو ختم کردیا جائے۔

75- **سپر ٹیکس کی معیاد میں اضافہ:** 2015-16 کے بجٹ میں متمول طبقے بشمول افراد ، Associations اور Companies کی آمدنی ، جو کہ 500 ملین روپے یا زائد تھی، پر بالترتیب 4% برائے Banking Companies اور 3% باقی تمام پر سُپر ٹیکس نافذ تھا۔ یہ

ٹیکس 17-2016 میں مزید ایک سال کیلئے بڑھا دیا گیا تھا۔ چونکہ وہ اسباب جن کی بِنا پر یہ ٹیکس نافذ کیا گیا بدستور موجود ہیں لہٰذا تجویز ہے کہ اگلے سال بھی اس سُپر ٹیکس کو جاری رکھا جائے۔

جنابِ اسپیکر!

76- **Dividend کی عدم ادائیگی پر ٹیکس کا نفاذ:** حکومت کی یہ کوشش رہی ہے کہ چھوٹے شیئر ہولڈرز کو اپنی سرمایہ کاری پر منافع ملے اور ان کے مفادات کا بھی تحفظ ہو۔ چنانچہ 16-2015 کے بجٹ میں انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 میں ترمیم کی گئی جس کے تحت اگر پبلک کمپنی نے منافع کے حصول کے بعد سرمایہ کاروں میں چھ ماہ تک منافع تقسیم نہ کیا یا منافع تقسیم کرنے کے بعد بھی سال کے آخر تک کمپنی کے Reserves اس کے paid-up-capital کے 100% سے زائد ہوں تو اس اضافی amount پر 10% کے حساب سے ٹیکس نافذ کیا جائے گا۔

77- فی الوقت غیر منقسم Reserves پر ٹیکس میں چھوٹ حاصل ہے بشرطیکہ بعد از ٹیکس منافع کا 40% یا paid-up-capital کا 50%، جو بھی کم ہو، Dividend کے طور پر تقسیم کیا جائے۔ SECP کی نشاندہی کے مطابق، paid-up-capital کے 50% کی شرط نے اس قانون کی افادیت کو کم کردیا ہے اور اس کے مطلوبہ مقاصد بھی حاصل نہیں ہوسکے۔ لہٰذا SECP کی سفارشات پر paid-up-capital کی یہ شرط ختم کرنے کی تجویز ہے۔ مزید برآں یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ اگر منافع تقسیم نہیں کیا جاتا تو اُس کمپنی کے Reserves کے بجائے اُس کے سالانہ منافع پر 10 فیصد کی شرح سے ٹیکس نافذ کیا جائے۔

78- **Turn over پر Minimum ٹیکس کی شرح میں اضافہ:** کمپنیوں کو ترغیب دینے کیلئے حکومت نے کمپنیوں پر ٹیکس کی شرح کو مرحلہ وار کم کیا ہے تاکہ کمپنیاں اپنا اصل منافع ظاہر

کریں۔ تاہم یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ اس اقدام سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے اور کمپنیاں اور دوسرے کاروبار ابھی تک صرف Minimum ٹیکس ہی جمع کروا رہے ہیں۔ لہٰذا تجویز کیا جاتا ہے کہ Minimum ٹیکس کی اس شرح کو 1% سے بڑھا کر 1.25% کردیا جائے۔ اِس اقدام سے قانون کی پاسداری کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی کیونکہ ان کی شرح 31% سے کم ہوکر 30% ہو جائے گی اور ایسے ادارے جو اصل منافع ظاہر نہیں کرتے ان کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

79- **Tobacco Cess کی وصولی کے وقت وِد ہولڈنگ:** غیرقانونی اور نان ڈیوٹی پیڈ سگریٹ کی پیداوار اور فروخت کے خطرناک حد تک پھیلاؤ نے ایک طرف فروخت سے حاصل شدہ رقم کو کم کردیا ہے تو دوسری جانب صحت کے مسائل کو بھی جنم دیا ہے کیونکہ un-regulated پیداوار میں معیار کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ حکومت نے اس ضمن میں کئی اقدامات کئے ہیں تا کہ غیر قانونی پیداوار اور تقسیم کو روکا جاسکے۔ تمباکو کی فروخت کو دستاویزی نظام کے دائرہ کار میں لانے کیلئے اور تمام متعلقہ افراد اور اُن کی پیداوار سے متعلق معلومات کے حصول کیلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ پاکستان ٹوبیکو بورڈ یا اس کے ٹھیکدار Tobacco Cess کی وصولی کے وقت 5% کی شرح سے وِد ہولڈنگ ٹیکس وصول کریں۔

جناب اسپیکر!

80- **بلڈرز اور ڈویلپرز پر ٹیکس:** ایسوسی ایشن آف بلڈر اینڈ ڈویلپر کی سفارش پر فکسڈ ٹیکس فی یونٹ کے حساب سے جو فائنل ٹیکس پچھلے بجٹ میں عائد کیا گیا تھا اُس سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہوسکے لہذا اسے واپس لینے کی تجویز ہے۔

81- الیکٹرانک اشیاء کے ڈیلر، ڈسٹری بیوٹرز اور ہول سیلرز پر وِدہولڈنگ ٹیکس کی شرح میں اضافہ: فی الوقت الیکٹرانک اشیاء کے ڈیلر، ڈسٹری بیوٹرز اور ہول سیلرز، اشیاء کی فروخت پر Retailers سے 0.5% کی شرح سے وِد ہولڈنگ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ الیکٹرانک ریٹیلرز ایسوسی ایشن کے مطالبے پر یہ شرح 1% تک بڑھانے کی تجویز ہے۔

82- نان فائلرز پر Differential ٹیکس کی شرح: موجود حکومت نے ٹیکس گزاروں کے مطالبے پر نان فائلرز کے لئے زیادہ شرح سے وِدہولڈنگ ٹیکس نافذ کرنے کی پالیسی متعارف کرائی تھی تاکہ ٹیکس دینے والوں کی حوصلہ افزائی ہو اور ٹیکس نہ دینے والوں کے خلاف تادیبی کاروائی کی جاسکے۔ اس پالیسی کے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے اور گزشتہ تین برسوں میں گوشوارے داخل کرنے والوں کی تعداد 750,000 سے بڑھ کر 1,225,000 ہوگئی ہے۔ اِس پالیسی کو جاری رکھنے اور مزید بہتر بنانے کی غرض سے نان فائلرز پر، ٹھیکوں، فروخت اور خدمات، غیر مقیم افراد کو ادائیگی، کرایے سے آمدنی، پرائز بانڈ اور لاٹری کے انعامات، کمیشن، نیلامی، سی این جی اسٹیشن کے گیس بل کی وصولی، صنعت کاروں اور درآمد کنندہ گان کی ڈسٹری بیوٹرز، ڈیلرز اور ہول سیلرز کو فروخت پر وِدہولڈنگ ٹیکس کی شرحوں کو مزید بڑھانے کی تجویز ہے۔ تاہم فائلرز کے لئے موجودہ شرحیں بغیر کسی اضافے کے برقرار رہیں گی۔

83- Non-Profit ادارے: فی الوقت، اگر Non-profit ادارے اپنی آمدن کا 75 فیصد سے زائد خیراتی اور سماجی سرگرمیوں میں خرچ نہیں کرتے تو اُن کا NPO کا مرتبہ ختم ہوجاتا ہے اور اُن کی کُل آمدن پر 30 فیصد کی شرح سے ٹیکس نافذ ہے۔ اِس مشکل کو ختم کرنے کیلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ اگر یہ ادارے اپنی آمدن کا 75 فیصد سے زائد ایسی سرگرمیوں پر صَرف نہ کرسکیں تو ایسی غیر استعمال شدہ رقم پر 10 فیصد کی شرح سے ٹیکس نافذ کیا جائے اور اُن کا NPO کا مرتبہ بحال رہے۔

مزید یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ ایسے اِداروں کے انتظامی اخراجات پر 15فیصد کی حد مقرر کی جائے۔

سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی

ریلیف اقدامات

جناب سپیکر!

84- اب میں ان ریلیف اقدامات کا ذکر کروں گا جو کہ ہم نے سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز قوانین کے حوالے سے موجودہ بجٹ میں تجویز کیے ہیں۔

85- **آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کی جانب سے فراہم کردہ Lubricating Oil پر اضافی ٹیکس کا خاتمہ** آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کی جانب سے فراہم کردہ **Lubricating Oil** پر عائد 2 فیصد اضافی ٹیکس کے خاتمہ کی تجویز ہے ۔

86- **Hybrid الیکٹرک گاڑیوں کی مقامی سطح پر فراہمی پر عائد سیلز ٹیکس میں کمی:** کم توانائی پر چلنے والی موٹر گاڑیوں کے استعمال کوفروغ دینے کے لیے درآمد کے وقت ان پر عائد سیلز ٹیکس کی کم شرح کو ان گاڑیوں کی مقامی سطح پرفراہمی پربھی مہیاکرنے کی تجویز ہے۔

87- **اپیل کے فیصلے تک وصولی کو Automatic Stay:** ٹیکس گذاروں کو درپیش مشکلات

کا ازالہ کرنے کے لیے تجویز ہے کہ اگر ٹیکس گذار سیلز ٹیکس کی ریکوری کے حوالے سے اصل رقم کا 25 فیصد پیشگی جمع کرا دیں تو انہیں کمشنر اپیل کے فیصلے تک مطلوبہ رقم کی رِیکوری پر خود بخود Stay مِل جائے ۔یہ سہولت فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے حوالے سے بھی دی جائے گی۔

-88 **Stunting کی روک تھام کے لیے Premixes پر سیلز ٹیکس میں چھوٹ:** مخصوص Premixes پر عائد سیلز ٹیکس میں چھوٹ دینے کی تجویز ہے تاکہ Stunting کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکا جاسکے۔ اِس حوالے سے چَھٹے شیڈول میں پہلے سے موجود عمومی چھوٹ کا دائرہ کارمزید بڑھانے کی تجویز ہے۔

-89 **رجسٹرڈ افراد کے مابین Supplies پر لاگو سیلز ٹیکس ود ہولڈنگ کا خاتمہ:**
کاروبارکو مزید آسان بنانے کے لیے تجویز ہے کہ رجسٹرڈ افراد کی جانب سے دیگر رجسٹرڈ افراد کو اشیا کی فراہمی پر عائد سیلز ٹیکس ود ہولڈنگ ختم کر دی جائے ۔تاہم سرکاری اداروں کو فراہم کردہ اشیاء پر عائد سیلز ٹیکس ود ہولڈنگ برقرار رہے گی۔

-90 **پولٹری کی مشینری پر سیلز ٹیکس میں کمی:** پولٹری کے کاروبار میں استعمال ہونے والی 7 مختلف قسم کی مشینریوں پر سیلز ٹیکس کی شرح کو 17 فیصد سے کم کرکے 7 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔ اِس اقدام سے اِس سیکٹر میں سرمایہ کاری اور پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

-91 **مخصوص خدمات کی فراہمی پر عائد سیلز ٹیکس کی شرح میں کمی:** صوبوں کی جانب سے بعض خدمات پر Input Adjustment کے بغیر سیلز ٹیکس کی کم شرحوں کا نفاذ کیا گیا ہے۔ تواز ن اور سہولت کی غرض سے سیلز ٹیکس کی ان کم شرحوں کو اسلام آباد کیپٹل ٹیرٹری کی حدود میں بھی لاگو کرنے

کی تجویز ہے۔

92- **Multi Media Projectors پر سیلز ٹیکس کی شرح میں کمی:** تعلیمی اِداروں میں Multi Media Projectors کے استعمال کو فروغ دینے کے لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ اِن پر سیلز ٹیکس کی شرح کو 17 فیصد سے کم کر کے 10 فیصد کر دیا جائے۔ Multi Media Projectors پر کسٹم ڈیوٹی کی شرح پہلے ہی 3 فیصد ہے۔

ریونیو اقدامات

93- **سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی شرح میں اضافہ:** سیمنٹ سیکٹر میں قابل ذکر ترقی ہو رہی ہے اس لیے ضروری ہے کہ یہ سیکٹر حکومتی مالی وسائل میں اضافے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔اس سلسلے میں سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں ایک روپیہ فی کلو گرام سے 1.25 روپے فی کلو گرام کے اضافے کی تجویز ہے۔توقع ہے کہ اس اقدام سے سیمنٹ کی قیمتوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور انڈسٹری اس معمولی اضافے کو با آسانی برداشت کر پائے گی۔

94- **Zero rated سیکٹرز کی Retail Sale پر سیلز ٹیکس:** پچھلے سال کے بجٹ میں پانچ بڑے برآمدی سیکٹرز کو zero rate کیا گیا تھا۔ اِن سیکٹرز کی Retail Sale پر 5 فیصد کی شرح سے ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ اب اِن سیکٹرز کے Retailers سے مشاورت کے بعد اِس شرح کو 6 فیصد تک بڑھانے کی تجویز ہے۔

95- **کپڑے کی کمرشل درآمد پر سیلز ٹیکس:** اِس وقت کپڑے کی کمرشل درآمد پر سیلز ٹیکس

صِفر فیصد ہے جس کو بڑھا کر 6 فیصد کرنے کی تجویز ہے تا کہ کپڑے کے مقامی صنعت کاروں کو صحت مند مسابقت کی فِضا میسر ہو سکے۔

96- **سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ:** اس سیکٹر سے ڈیوٹی کی وصولی بڑھانے اور سگریٹ نوشی کی حوصلہ شکنی کیلئے سگریٹ کے دو موجودہ درجات پر ڈیوٹی کی شرح بڑھانے کی تجویز ہے۔ مزید برآں اس سیکٹر کی Documentation اور سمگلنگ اور غیر معیاری سگریٹوں کی روک تھام کیلئے ایک نیا درجہ متعارف کرانے کی تجویز ہے۔

97- **اسٹیل سیکٹر پر عائد سیلز ٹیکس میں اضافہ اور Rationalization:** اسٹیل سیکٹر پر عائد سیلز ٹیکس کی شرح کو Rationalize کرنے کے لئے بجلی پر 9 روپے فی یونٹ کی موجودہ شرح کو بڑھا کر 10.5 روپے کیا جا رہا ہے اور اِسی لحاظ سے شِپ بریکنگ اور متعلقہ صنعتوں پہ اضافہ متعارف کیا جائے گا۔ اِس شعبے میں کاروبار کو آسان بنانے کیلئے اسٹیل کی صنعت کے مسائل کو مشاورت سے حل کیا جائے گا۔

کسٹمز

جناب سپیکر!

98- اب کسٹمز سے متعلق تجاویز ایوان میں پیش کی جاتی ہیں۔

99- **نیا ایچ ایس کوڈ Version 2017: World Customs Organization** جو **Harmonized Commodity Description and Coding System**

کہ عرف عام میں ایچ ایس سسٹم کے نام سے جانا جاتا ہے، ایک اہم کنونشن ہے جس کہ بدولت عالمی سرحدوں کے مابین اشیاً کی خرید وفرخت بغیر کسی مشکل کے ہو رہی ہے۔ ہر پانچ سال بعد ڈبلیو سی او اس کنونشن کا جائزہ لیتا اور تجدید کرتا ہے۔ڈبلیوسی او نے نئے ایچ ایس Version کا یکم جنوری 2017 سے نفاذ کر دیا ہے۔پاکستان ایچ ایس کنوشن کا حصہ ہونے کے ناطے اس نئے Version کو نئے مالی سال یعنی یکم جولائی 2017 سے اختیار کرنے کا پابند ہے۔

100- ایچ ایس 2017 کی ترامیم سے دنیا بھر میں خرید وفرخت ہونے والی 15 فیصد کے لگ بھگ اشیا پر اثر پڑے گا۔ ایچ ایس 2017 میں ہونے والی زیادہ تر تبدیلیاں ماحولیاتی اور سماجی امور سے متعلق ہیں۔اس کے علاوہ نئے Version میں اشیاء کی درجہ بندی بھی کی گئی ہے تاکہ ان کی تیاری کے مراحل اور ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقی کا احاطہ کیا جا سکے۔نئے Version کے نفاذ سے نہ صرف ایک قانونی تقاضہ پورا ہوگا بلکہ اس عمل سے امپورٹرز، ایکسپوٹرز اور دیگر تمام افراد کو مدد ملے گی جن کا کاروبار اور شراکتیں عالمی سطح پر پھیلی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر!

101- **زرعی شعبے اور پولٹری فارمنگ سیکٹر کے لیے ریلیف:** پولٹری فارم سیکٹر نہ صرف ملک کے درمیانی آمدنی والے طبقے کو سستا چکن فراہم کررہاہے بلکہ یہ شعبہ ملک صنعت میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔اس شعبے کو مزید ریلیف دینے کے لیے تجویز ہے کہ چکن کے Grand Parent اور Parent Stock کی امپورٹ پر عائد 5 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی کو ختم کر دیا جائے اور کسٹمز ڈیوٹی کو 11 فیصد سے کم کر کے 3 فیصد کر دیا جائے۔اس کے علاوہ تجویز ہے کہ Hatching Eggs پر عائد کسٹم ڈیوٹی کو 11 فیصد سے کم کرکے 3 فیصد کر دیا جائے۔اس عمل سے اس کاروبار

کے Inputs کی لاگت کو کم کرنے اور اس شعبے کو مزید ترقی اور فروغ دینے میں مدد ملے گی۔

102- حکومت ملک میں مشینی فارمنگ کے فروغ کے لیے کاوشیں کر رہی ہے تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو سکے اور ملکی معیشت میں اس شعبے کا کردار مزید مستحکم بنا یا جا سکے۔ نئی کمبائنڈ Harvesters پر کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ ہے تاہم پرانی اور استعمال شدہ Harvesters پر 3 فیصد ڈیوٹی لاگو ہے۔ زرعی شعبے کو مزید ریلیف دینے اور وزارت نیشنل فوڈ سیکورٹی کی سفارش پر کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ کا دائرہ نئی اور پانچ سال تک پرانی اور استعمال شدہ Harvesters تک بڑھانے کی تجویز ہے تاکہ ان کی ملک میں درآمد کم سے کم لاگت پر ممکن ہو سکے۔

103- **شتر مرغ فارمنگ:** ملک میں شتر مرغ فارمنگ شروع ہو چکی ہے جس کی بدولت نہ صرف خوراک میں پروٹین کے جزو کو بڑھانے میں مدد ملے گی بلکہ ملک سے گوشت کی برآمد میں بھی اضافہ ہو گا۔ ملک میں شتر مرغ فارمنگ کی حوصلہ افزائی کے لیے شتر مرغوں کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ دینے کی تجویز ہے۔

104- **ریلیف برائے ہیلتھ سیکٹر:** ہیلتھ سیکٹر ہمیشہ سے حکومت کی ترجیح رہا ہے مریضوں کو معیاری اور سستا علاج مہیا کرنے کے لیے کئی اقدامات پہلے سے ہی اٹھائے جا چکے ہیں۔ پچھلے سالوں کی طرح اس سال بھی اس شعبے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کی تجویز ہے۔

a) فارما، بائیو ٹیکنا لوجی اور لائف سائنسز میں استعمال کو فروغ دینے کے لیے Pre-fabricated Clean Rooms کی امپورٹ پر کسٹم ڈیوٹی 20 فیصد سے کم کرکے 3 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

b) فارما سیوٹیکل سیکٹر میں Fabric (Non-Woven)، Bandage، Surgical Gown

اور زخموں کی مرہم پٹی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اس وقت اس کپڑے پر16 فیصد کی شرح سے کسٹم ڈیوٹی عائد ہے۔تجویز ہے کہ فارما سیوٹیکل سیکٹر کو فروغ دینے اور مریضوں کے لیے علاج معالجے کی لاگت کم کرنے کے لیے اس کپڑے پر کسٹم ڈیوٹی کی شرح کو 16 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!

(c) مشینری، ایکوپمنٹ، آپریٹس، اپلائنسز، ویل چیئرز، سرجیکل ڈینٹل فرنیچر اور Spares کی ڈیوٹی فری امپورٹ کی سہولت 50 بیڈ کے ہسپتال چلانے والے خیراتی، Non Profit اداروں کے ساتھ ساتھ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے زیر اہتمام چلنے والے والے ہسپتالوں کو دستیاب ہے۔تجو یز ہے کہ متعلقہ شق میں ترمیم کے ذریعے اب اس سہولت کا دائرہ کار مسلح افواج، فو جی فاؤنڈیشن اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے زیر اہتمام چلنے والے ہسپتالوں تک وسیع کر دیا جائے۔

(d) الیکٹرک سیگریٹوں کی مناسب طریقے سے درجہ بندی نہیں کی جارہی اس لیے ان پر صرف 3 فیصد کسٹم ڈیوٹی عائد ہے۔تجویز ہے کہ صحت پر ان کے نقصان دہ اثرات کے موجب الیکٹرک سیگریٹوں کی مناسب درجہ بندی کی جائے اور ان پر 20 فیصد کسٹم ڈیوٹی عائد کی جائے۔

جناب سپیکر!

-105 پان اور چھالیہ: بجٹ 17-2016 میں پان اور چھالیہ کے استعمال کی حوصلہ شکنی کے لیے ان پر عائد ڈیوٹی کی شرح بڑھا دی گئی تھی۔اس سال بھی چھالیہ پر ریگو لیٹری ڈیوٹی کی شرح 10

فیصد سے بڑھا کر 25 فیصد کی جارہی ہے جبکہ پان کی امپورٹ پر 200 روپے فی کلوگرام ریگو لیٹری ڈیوٹی کے نفاذ کی تجویز ہے۔

106- ریلیف برائے انڈسٹریل سیکٹر:

(a) معیشت کی نمو میں انڈسٹریل سیکٹر کا کلیدی کردار ہے لوگوں کی پیداواری صلاحیت اور ملازمت کے ذرائع بھی اس سیکٹر کے مرہون منت ہیں۔معیشت میں اس سیکٹر کے اہم کردار کی وجہ سے حکومت اس سیکٹر کے فروغ کے لیے کوششیں کر رہی ہے گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی اس سیکٹر کو ریلیف دینے کے لیے کئی اقدامات کی تجویز ہے۔

(b) Aluminium Waste Scrap آٹو پارٹس، پنکھوں اور برتن سازی کی صنعت سمیت دیگر کئی صنعتوں میں بنیادی خام مال کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے۔اس خام مال پر اس وقت 3 فیصد کسٹم ڈیوٹی اور 10 فیصد ریگو لیٹری ڈیوٹی عائد ہے۔اس صنعت کو ریلیف دینے کے لیے ریگو لیٹری ڈیوٹی کو 10 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

(c) Metallic Yarn روایتی پہناووں میں استعمال کیا جا تا ہے۔آج کل اس شعبے کو خام مال پر زیادہ ٹیرف ریٹ اور اس کی حتمی مصنوعات پر کم ریٹ کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے۔تجویز ہے کہ اس شعبے کو ریلیف دینے کے لیے اس کی حتمی مصنوعات پر 5 فیصد ریگو لیٹری ڈیوٹی لاگو کی جائے اور اس شعبے کے اہم خام مال پر کسٹم ڈیوٹی 20 فیصد سے کم کر کے 11 فیصد کر دی جائے۔

(d) حکومت درمیانے اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے کئی اقدامات اٹھا رہی ہے۔شیر خوار بچوں کی صحت کے لیے Baby Diapers بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ملک میں Baby Diapers کی طلب کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس شعبے میں سرمایہ کاروں کے منصوبوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس صنعت کے لیے مقامی سطح پر تیار نہ ہونے والے خام مال پر کسٹم ڈیوٹی 16 فیصد سے کم کر کے 11 فیصد کر

دی جائے جبکہ Baby Diapers کے تیار کنندگان کے لیے یہ شرح20 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد کر دی جائے۔

(e) ٹیلی کمیو نی کیشن سیکٹر ملک کی اقتصادی ترقی کے لیے اہم ستون کی اہمیت رکھتا ہے اس شعبے کو مزید مراعات دینے کے لیے 11 فیصد اور16 فیصد سے لاگو موجودہ کسٹم ڈیو ٹیاں ختم کی جا رہی ہیں اور اس کی بجائے ٹیلی کام Equipment پر9 فیصد یکساں ریٹ کے حساب سے ریگو لیٹری ڈیوٹی کے نفاذ کی تجویز ہے۔

107- **لکڑی کا شعبہ:** لکڑی کے شعبے کو استحکام دینے کے لئے Veneer sheets پر عائد 16 فیصد کسٹم ڈیوٹی کم کرکے 11فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

آٹو سیکٹر تجاویز:

جناب سپیکر!

108۔ اس سلسلے میں مجوزہ اقدامات کی تفصیل یہ ہیں

a) فی الحا ل کسٹم ڈیوٹی اور ٹیکسوں کی مد میں لاگو رعایتی نرخ جو کہ قابل ادائیگی ڈیو ٹیوں اور ٹیکسوں کا 50 فیصد ہیں، 1800 سی سی تک کی Hybrid الیکٹرک گاڑیوں (ایچ ای وی) کی امپورٹ پر جاری رہیں گے اور 1801 سے 2500cc تک گاڑیوں پر تمام ٹیکسز اور ڈیوٹیز پر25فیصد کی رعایتی شرح برقرار رہے گی۔

b) آٹو ڈویلپمنٹ پالیسی 17-2016میں ایندھن کی بچت اور ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام کیلئے مکمل طور پر الیکٹرک گاڑیوں پر مراعات دی گئی ہیں۔ اِن گاڑیوں پرعائد ڈیوٹی پر ریلیف دینے کے لیے تین مہینوں کے اندر ایک پیکیج کا اعلان کیا جائے گا۔

c) فی الوقت Trailers کی مقامی اسمبلی اور تیاری کے لیے درکار 10 اہم اجزاء 5 فیصد کی

رعایتی کسٹم ڈیوٹی کی شرح سے درآمد کیے جا سکتے ہیں۔ای ڈی بی کی سفارش پر آنے والے CPEC منصوبوں کی ضروریات کے مدنظر اس فہرست میں مزید 11 اجزاء شامل کرنے کی تجویز ہے.

ریگو لیٹری اور اضافی ڈیوٹیوں پر نظر ثانی

جناب سپیکر!

109۔ ریگو لیٹری ڈیوٹیوں کا نفاذ مقامی صنعتوں کو عالمی منڈی میں اشیاء کی قیمتوں میں بے پناہ تیزی سے ہونے والے رد و بدل کے منفی اثرات سے بچانے کے لیے کیا گیا تھا۔بیرونی حوادث سے اپنی مقامی صنعتوں کو بچانے کے لیے ان اقدامات کے اٹھانے میں پاکستان اکیلا ملک نہیں ہے حکومت گا ہے بگا ہے ان اقدامات پر نظر ثانی کرتی رہی ہے۔ اس سال بھی اسٹیٹ بینک کی سفارش پر Regulatory Duties میں مناسب اضافہ کیا جا رہا ہے۔

110- گذشتہ سال پیمرا کی سفارش پر اور ملک میں Digital ٹیکنا لوجی کے فروغ کے لیے Set Top Boxes، ٹی وی براڈکاسٹ Transmitters، Reception Apparatus کو 11 فیصد کی رعایتی شرح کے حساب سے درآمد کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔یہ سہولت 30 جون 2017 تک دستیاب ہے۔اب تجویز ہے کہ اس رعایتی شرح کی سہولت میں 30جون2018 تک توسیع دی جائے۔5 فیصد کی شرح پر سیلز ٹیکس کے رعایتی نرخ کی سہولت میں بھی 30جون 2018 تک توسیع دیے جانے کی تجویز ہے۔

حصہ سوم

Relief Measures

111۔ پاکستان کے عوام کو ریلیف فراہم کرنا ہماری اولین ترجیح ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات کا اعلان کیا جاتا ہے:

شہداء کے خاندانو ں کے لیے فلاحی سکیم

112۔ پاکستانی قوم دہشت گردی کے خلاف جنگ بہت کامیابی سے لڑ رہی ہے۔ ہماری بہادر افواج اس قومی کاوش میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں اور اس جنگ میں ہمارے کئی جوان شہید ہو گئے ہیں۔قوم شہداء اور ان کے اہلِ خانہ کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ان کی فلاح کے لیے حکومت محکمہ قومی بچت کے ذریعے ایک نئی اسکیم متعارف کروا رہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت فوج، پولیس اور دیگر سیکیورٹی اداروں کے شہداء کے پسماندگان کو یقینی اور اضافی منافع دیا جائے گا۔

معذور افراد کے لیے اسکیم

113۔ معذور افراد بھی مساوی بنیادوں پر پاکستان کے شہری ہیں اور اپنی مشکلات کی بنیاد پر ترجیحی سلوک کے مستحق ہیں۔ ماضی میں ایسے لوگوں کے لیے سرکاری ملازمتوں میں 2 فیصد کوٹہ مختص کیا گیا۔ نئے کمپنی ایکٹ کے تحت اس شرط کو Listed کمپنیوں پر بھی لاگو کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت معاشرے کے اس مستحق طبقے کے مالی امکانات میں اضافے کے لیے پرعزم ہے۔ اس سلسلے میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو پنشنرز اور بیوگان کی طرز پر بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ میں سرمایہ کاری کے لیے اہل بنایا جائے جو کہ بہتر منافع فراہم کرتا ہے۔

پاکستان بیت المال

114۔ مالی سال 2017-18 کیلئے پاکستان بیت المال کے بجٹ کو 4 ارب سے 6 ارب روپے کیا جارہا ہے جو کہ 50 فیصد اضافہ ہے۔ یہ بجٹ مستحق افراد کی مالی امداد، بچوں کی کفالت کا پروگرام، پاکستان سویٹ ہومز کے تحت یتیموں کی مدد اور غریب بچوں کے علاج کیلئے تھیلیسیمیا مراکز کیلئے استعمال ہو گی۔

115۔ **بیواؤں کے لیے قرض کی ادائیگی میں چھوٹ:** پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے 1999ء میں آغاز کردہ اسکیم کو دوبارہ متعارف کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت بیواؤں کے ذمہ HBFC کے Mortgage کے واجبات حکومت ادا کرے گی۔ اس بار اس اسکیم کے تحت قرض ادائیگی کی حد ساڑھے تین لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ کر دی گئی ہے۔ اس اسکیم کا اطلاق اُن بیواؤں پر ہو گا جنہوں نے دوبارہ شادی نہیں کی۔

116۔ **پنشنرز، بیواؤں اور بزرگوں کے لیے سہولیات:** مرکز قومی بچت کثیر تعداد میں بیواؤں، بزرگوں اور پنشن یافتہ افراد کی خدمت کرتا ہے۔ مشکل اور پیچیدہ طریقہ کار کے باعث ان لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ مرکز قومی بچت اب Banking Clearing House کا رکن بن چکا ہے جس کے توسط سے اب ادائیگیوں کی Clearance میں درکار وقت 6 دن سے کم ہو کر 1 دن رہ گیا ہے۔ اپنے صارفین کی مزید سہولت کے لیے مرکز قومی بچت اپنی برانچوں کو آن لائن رابطے میں لاتے ہوئے ہمہ وقت دستیاب ہیلپ لائن کی تشکیل، ATMs کے لیے کارڈز کا اجراء اور موبائل اور انٹرنیٹ بنکنگ کا آغاز کرے گا۔

117۔ **سمندر پار پاکستانیوں کے لیے سہولیات:** سمندر پار پاکستانی اس ملک کا قیمتی اثاثہ ہے جو کہ پوری دنیا میں بیرون ملک مقیم لوگوں میں تعداد کے اعتبار سے چھٹے نمبر پر ہیں انہیں اپنے آبائی

ملک میں سرمایہ کاری کے مواقع کی تلاش ہے۔ اراضی خریدنے کے علاوہ ان کے پاس سرمایہ کاری کے بہت کم راستے موجود ہیں۔ سرمایہ کاری کا موقع فراہم کرنے کی غرض سے حکومت انہیں ملکی انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کی دعوت دینا چاہتی ہے۔ اس مقصد کے لیے سمندر پار پاکستانیوں کے لیے ایک ارب ڈالرز کا Non-Convertible بانڈ جاری کیا جائے گا۔ یہ اقدام پاکستان ڈویلپمنٹ فنڈ کے ذریعے عمل میں لایا جائے گا۔ سمندر پار پاکستانیوں کی رئیل اسٹیٹ میں سرمایہ کاری کو محفوظ بنانے کے لیے CDA ایک علیحدہ سیکٹر کا اعلان کرے گا۔

118۔ **Sales Tax Refunds:** سیلز ٹیکس کے ایسے تمام زیر التوا ریفنڈز جن کے RPOs 30 اپریل 2017 تک منظور ہو چکے ہیں کو دو مراحل میں ادا کر دیا جائے گا۔ 10 لاکھ روپے تک کے RPOs 15 جولائی اور باقی تمام RPOs 14 اگست تک ادا کر دیئے جائیں گے۔

سرکاری ملازمین اور پنشنرز کے لیے ریلیف اقدامات

119۔ حکومت کی طرف سے سرکاری ملازمین اور پنشنرز کو ریلیف دینے کے لیے میں مندرجہ ذیل اقدامات کا اعلان کرتا ہوں۔

1) معزز ارکان پارلیمنٹ کو یاد ہو گا کہ بجٹ 17-2016 میں تین Adhoc Relief Allowance تنخواہ میں Merge کیے گئے تھے۔ البتہ 2009 اور 2010 کے افواج پاکستان اور سول ملازمین کے 2010 Adhoc Relief Allowance ، Merge نہیں کیے گئے تھے کیونکہ یہ بڑے الاؤنس تھے ۔ اس سلسلے میں تسلسل سے سفارشات موصول ہو رہی تھیں۔ مجھے آج یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ

حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ Allowances بھی تنخواہ میں Merge کر دیے جائیں گے اور Merger کے بعد کی Basic Salary پر 10 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس 2017 دیا جائے گا۔ افواج پاکستان کے لیے ضربِ عضب الاؤنس جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں وہ اس کے علاوہ ہے۔

2) پنشن میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

3) BPS - 05 تک کے ملازمین کو 5% ہاؤس رینٹ الاؤنس کی کٹوتی سے مستثنٰی کیا جارہا ہے ۔

4) ڈیلی الاؤنس کے ریٹ کو بڑھایا جا رہا ہے جس کی اضافے کی شرح 60 فیصد تجویز کی جا رہی ہے ۔

5) اردلی الاؤنس کو -/12,000 سے بڑھا کر 14,000 روپے کیا جا رہا ہے۔

6) میت کی منتقلی و تدفین کی موجودہ شرح کو 1,600 روپے سے 4,800 اور 5,000 روپے سے 15,000 روپے کیا جارہا ہے۔

7) Constant Attendant Allowance کو 3,000 روپے سے بڑھا کر 7,000 روپے کیا جارہا ہے۔

8) پاکستان بحریہ کے مختلف الاؤنسز کو بھی بڑھایا جا رہا ہے جن میں Batman Allowance اور Hardlying Pay وغیرہ شامل ہیں۔

9) ڈیزائن الاؤنس کو 50 فیصد بڑھایا جا رہا ہے۔

10) پاکستان پوسٹ کے مختلف الاؤنسز کو بھی بڑھایا جا رہا ہے۔

11) Frontier Constablary کے جوان پاکستان کے طول و عرض میں اپنی خدمات انجام دیتے ہیں. اُن کی تنخواہ کو بہتر کرنے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اُن کو 8000 روپیہ

ماہانہ کے ریٹ پر ایک Fixed Allowance دیا جائے گا۔ اس Allowance کو 3 برابر حصوں میں دیا جانا ہے۔ پہلا حصہ یکم مارچ 2017 سے دیا جا چکا ہے۔ دوسرا حصہ یکم جولائی 2017 سے دیا جائے گا اور تیسرا حصہ یکم جولائی 2018 سے دیا جائے گا۔

ان تمام اقدامات پر 125 ارب روپے اضافی خرچ کا تخمینہ ہے۔ یاد رہے کہ پچھلے سال کے Salaryاور Allowances میں اضافی خرچ 67 ارب روپے تھا۔

12) کم از کم اجرت کو 14,000روپے سے بڑھا کر 15,000ہزار روپے کیا جارہا ہے ۔

حصہ چہارم

Vision 2018-23

جناب اسپیکر!

120۔ اللہ کے کرم، قوم کی دعاؤں اور وزیراعظم نواز شریف کے Vision اور اُن کی ٹیم کی محنت کے نتیجے میں پاکستان دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اب ہمیں اپنی معیشت کو مزید مضبوط بنانے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اپنی معیشت کو Higher, Inclusive and Sustainable Growth کی راہ پر گامزن کر سکیں۔

121۔ پاکستان کو اب Second Generation Reforms پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے جن میں Deepening of Financial Market ، Ease of Doing Business کو بہتر بنانا، مالکانہ حقوق کا تحفظ، Improving Regulatory Apparatus ،قانون کی بالا دستی، نظامِ عدل کی بہتری اور ایک ایسی ادارہ جاتی اساس مہیا کرنے کی ضرورت ہے جو پائیدار بنیادوں پر معاشی ترقی یقینی بنائے اور معیشت کو بیرونی اتار چڑھاؤ سے محفوظ رکھے۔

122۔ ہماری 70 سالہ تاریخ میں High Growth Rate کے کئی ادوار گزرے ہیں۔ بدقسمتی سے کمزور گورننس اور معاشی بدانتظامی کی وجہ سے یہ فوائد ضائع کر دیئے گئے۔ آج مَیں اس معزز ایوان میں تمام سیاسی پارٹیوں بلکہ پوری قوم کو آئندہ مالی سال کے بعد کے قومی معاشی وژن پر متفق ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ آئندہ انتخابات جو بھی جیتے اس وسیع تر اتفاقِ رائے پر مبنی پالیسی پر عمل کر کے ملک کی ترقی کو یقینی بنائے۔

123۔ میری نظر میں اس قومی اقتصادی پروگرام کے اہم خدوخال کچھ اس طرح ہونے چاہئیں۔

(1) **اقتصادی ترقی**

ہمیں مسلسل 7 فیصد سے زائد کی شرح سے اقتصادی ترقی کرنے کی ضرورت ہے۔ آئندہ پانچ سالوں کے دوران اقتصادی ترقی کو آگے بڑھانے میں سرمایہ کاری، Competition کا ماحول اور Innovation کو اہمیت حاصل ہونی چاہیے اور نجی شعبہ ترقی میں بنیادی کردار ادا کرنا چاہیے۔ سرکاری شعبے کو Growth میں معاون اور محرک کا کردار ادا کرنے کے لیے سرکاری اداروں میں اصلاحات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ خدمت کے بہتر معیار اور قواعد وضوابط کے مؤثر نفاذ کو یقینی بنایا جا سکے۔ گورننس، شفافیت، احتساب اور کاروبار دوست ماحول کو ہماری پالیسیوں میں بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

(2) **پائیدار اقتصادی ماحول**

Macro Economic Stability یقینی بنانے کیلئے Fiscal Consolidation کی جانی چاہیے۔ نجی شعبہ کی سہولت کے لیے ٹیکس کی شرح کو معقول بنانے کے ساتھ ساتھ محصولات کی وصولی کے دائرہ کار میں اضافہ اور FBR میں مزید اصلاحات کی جانی چاہئیں۔ ایک نئے NFC ایوارڈ کا اعلان ہونا چاہیے جس میں وفاقی اور صوبائی سطح کی ذمہ داریوں اور وسائل میں توازن پیدا کیا جائے تاکہ صوبائی سطح پر مؤثر طریقے سے خدمات کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔ عوام کی بہتر خدمت کے لیے ہمارے بجٹ اور منصوبوں میں زیادہ توجہ نتائج کے حصول پر ہونی چاہیے۔

(3) **غربت کا خاتمہ**

ہماری معاشی منصوبہ سازی میں غربت کے خاتمہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

غربت کی موجودہ 29فیصد شرح کو 10فیصد سے کم پر لانے کے لیے آئندہ پانچ سالوں کے دوران کم آمدنی والے طبقے کی فلاح و بہبود پر بنیادی توجہ دی جانی چاہیے۔

(4) **توانائی کا شعبہ**

بڑھتی ہوئی اقتصادی ترقی کے پیشِ نظر پاکستان میں توانائی کی طلب میں خاصا اضافہ متوقع ہے۔بجلی کی 15,000 میگا واٹ پیداوار کے منصوبے زیرِ تکمیل ہیں جوکہ 2018 کے بعد مکمل ہوں گے۔اس کے علاوہ ہمیں مزید 10,000 میگاواٹ بجلی اور 2سے 3ارب کیوبک گیس یومیہ پیدا کرنے کا پروگرام بنانا چاہیے۔ ان اہداف کے حصول کے لیے ہمیں Regional Connectivity کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے پرعزم ہونا چاہیے۔

(5) **خوراک کا تحفظ (Food Security)**

تمام صارفین کو ضروری اشیائے خوردونوش کی سستی قیمتوں پر فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے بنیادی فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ زرعی درآمدی اشیاء کے متبادل مقامی طور پر پیدا کرنے پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

(6) **پانی کی فراہمی**

گھریلو استعمال اور زراعت کے لیے پانی کی فراہمی بہت اہم ہے۔ ہر سال ہمارے دریاؤں سے وسیع مقدار میں پانی بہتا ہے مگر ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے جسے ذخیرہ کیا جانا چاہیے۔آئندہ پانچ سالوں کے دوران ہمیں دیامر بھاشا ڈیم کی جلد تکمیل پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں پانی کا اسراف بھی روکنا چاہیے۔

(7) **Public Sector Enterprises میں اصلاحات**

آئندہ پانچ سالوں کے دوران ہمیں PSEs کی Corporatisation اور

Efficiency بہتر بنانے پر توجہ دینی چاہیے۔

(8) **برآمدات میں مسابقت**

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ عالمی تجارت میں مندی اور اجناس کی قیمتوں میں کمی کے باعث ہماری برآمدات پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ آئندہ لائحہ عمل کے طور پر ہماری توجہ برآمدات کی Competitiveness بڑھانے اور اس کے نتیجے میں Export to GDP Ratio کو 12 فیصد پر لانے پر مرکوز کرنی چاہیے۔

(9) **Regional Connectivity**

ہمیں CPEC انفراسٹرکچر کے منصوبوں کو جلد از جلد مکمل کرنا چاہیے تاکہ علاقائی رابطوں کے ثمرات سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

(10) **علاقائی عدم مساوات**

کم ترقی یافتہ علاقوں پر توجہ کے ذریعے تمام سماجی و معاشی اعداد و شمار میں عدم مساوات کے خاتمہ کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔

124۔ نہ صرف ہمارا نظریہ بلکہ ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیے کہ آئندہ پارلیمنٹ کی مدت کی تکمیل تک

i ہر بچہ سکول میں ہو۔

ii زچہ و بچہ کی شرح اموات میں نصف حد تک کمی ہو۔

iii ہر بچے کو متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے جائیں۔

iv تمام افراد کو پینے کا صاف پانی میسر ہو۔

v بیت الخلاء کا استعمال عام کیا جائے۔

vi ہر نوجوان باہنر ہو۔

vii عورت کو بااختیار بنایا جائے۔ افرادی قوت میں خواتین کا تناسب 30 فیصد تک بڑھایا جائے۔

viii ہر گھر کے لیے بجلی دستیاب ہو۔

ix فی کس آمدنی دوگنا کر دی جائے۔

x ہماری آبادی کا بڑا حصہ Financially and Digitally Integrated ہو۔

اختتامی کلمات:(Concluding Remarks)

جناب اسپیکر!

125۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کرم سے ہمیں ملک کی معاشی صورتحال بہتر بنانے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔چار سال پہلے کے مقابلے میں آج پاکستان زیادہ خوشحال ہے اور اس کے شہری اپنے اور اپنی نسلوں کے لیے بہتر مستقبل کی امید رکھتے ہیں۔ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم عوام کی فلاح و بہبود کے مشترکہ مقصد کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کارلاتے ہوئے مل جل کر کام کریں۔ اگرچہ ہم نے لمبی مسافت طے کی ہے مگر ہمیں آسودہ ہو کرنہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ دراصل ہم اسے فقط ایک آغاز سمجھتے ہیں اور ہمیں اپنی کوششیں مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم 2030 سے پہلے ہی دنیا کی 20 بڑی معیشتوں میں شامل ہو جائیں۔ یہ صرف تب ممکن ہوگا اگر پوری پاکستانی قوم متفقہ Economic Agenda پر یکسوئی سے عمل پیرا ہو۔

126۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران میں فرمایا ہے:

وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہ جمِیعاً وَّلا تَفَرَّقُوا

(اور اللہ کی رسی کومضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں مت پڑو) قرآن کی اس آیت کی روشنی میں اس ایوان کے توسط سے میں پوری قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاشی ویژن کے

حصول کیلئے یکجا اور یکسو ہو کر آگے بڑھے۔

127۔ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اور غیر مسلم یہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے دوران ریاستِ مدینہ تاریخِ انسانی میں ریاست کا بہترین ماڈل تھی۔ جناب اسپیکر! وہ ماڈل آج بھی اتنا ہی Relevant ہے جتنا پہلے کبھی تھا۔ ہمیں اپنی پالیسی میں اُس مثالی ریاست کی روح کو شامل کرنا چاہیے جس کا طرۂ امتیاز قانون کی حکمرانی، شفافیت، میرٹ کا نفاذ، سماجی تحفظ اور اچھی حکمرانی تھے۔

جناب اسپیکر!

128۔ اگر ہم اس ماڈل پر عمل کریں تو میرا ایمان ہے کہ ہم قائداعظم اور علامہ اقبال کے خواب کی تعبیر کو ممکن کر دکھائیں گے اور پاکستان کو جلد ایک خود مختار، خوشحال، باوقار اور ترقی یافتہ ملک بنا دیں گے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پاکستان پائندہ باد

***